ہندودھرم گرنتھوں میں توحید، رسالت

اور

آخرت جیسا تصور

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
(استاذ: دارالعلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ وصدر جمعیت پیام امن، لکھنؤ)

مکتبہ پیام امن
ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ، یوپی، الھند

جملہ حقوق محفوظ

U-153

نام : ہندودھرم گرنتھوں میں توحید، رسالت اور آخرت جیسا تصور

مصنف : مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

ناشر : مکتبہ پیامِ امن، ندوہ روڈ، ڈالی گنج لکھنؤ

اردو ایڈیشن : جدید ایڈیشن

تعداد کتب : ۱۰۰۰

سال : ۲۰۱۸ء

قیمت : ۱۰۰

Writer :	Mufti Mohd Sarwar Farooqui Nadwi
Book Name:	Hindu Dharm Grantho me Tauheed, Risalat Aur Akhirat .....
Publisher :	Maktaba Payam-e-Amn, Nadwa Road,Daliganj,lucknow 226020, UP, India
Website:	www.islamicjpamn.org
E-Mail:	tasneemlko2012@gmail.com
Phone No.	8881749026, 9919042879

ملنے کے پتے

۱۔ مجلس تحقیقات ونشریات، ندوۃ العلماء، پوسٹ بکس نمبر ۱۱۹ (لکھنؤ)	05222741539
۲۔ نیوسلور بک ایجنسی، 14، محمد علی روڈ، بھنڈی بازار، ممبئی	0522-27415
۳۔ الفرقان بکڈپو، نظیرآباد ۳۱ (لکھنؤ)	9936635816
۴۔ سبحانیہ بک ڈپو، نیا محلہ، جبل پور، مدھیہ پردیش	9424708020
۵۔ ستیہ فاؤنڈیشن 182-A 5 گرین لینڈ کیمپس، پوکھر پور، کانپور	9935044343
۶۔ مکتبہ شباب جدید، ندوہ روڈ لکھنؤ	9198621671
۷۔ مکتبہ شاہ ولی اللہ جامع مسجد، دیوبند	8439650526

فہرست

مقدمہ	۹
حصہ اول۔ ہندو مذہب میں توحید جیسا تصور	۱۳
ہندودھرم میں خدا کا تصور	۱۴
ہندودھرم میں خدا کے تصورات کی مختلف صورتیں	۱۵
(۱) ساکار اُپاسنا (साकार उपासना) یعنی خدا کو کسی روپ میں پوجنا	۱۵
(۲) بہودیوواد (बहुदेववाद) یعنی خداؤں کی کثرت کا عقیدہ	۱۶
(۳) انشواد (अंशवाद) یعنی خدا کا ایک حصہ سب میں موجود ہونا	۱۶
(۴) اوتارواد (अवतारवाद) یعنی خدا کا کسی روپ میں جنم لینا	۱۶
ہندو مذہب میں اوتارواد (अवतारवाद) کا تصور	۱۷
اسلامی عقیدہ	۱۸
اوتارواد کی مختلف تعریف	۱۹
ویدک مفہوم (قدیم تعریف)	۱۹
آدی شنکر آچاریہ کے مطابق اوتار کا مطلب	۲۰
سوامی دیانند سرسوتی کے مطابق اوتار کا مطلب	۲۱
پنڈت شری رام شرما آچاریہ کے مطابق اوتار کا مطلب	۲۱
سوامی وویکانند کے مطابق اوتار کا مطلب	۲۲
رام کرشن پرمہنس کے مطابق اوتار کا مطلب	۲۳
سوامی پرم ہنس یوگانند کے مطابق اوتار کا مطلب	۲۴
ڈاکٹر وید پرکاش اپادھائے کے مطابق	۲۵
وید پرکاش جی کی تحقیق کا خلاصہ	۲۶
پنڈت راج وید پرکاش شرما کے مطابق	۲۶
سوامی امرناتھ (مولانا عبدالحق ودود)	۲۷

اوتار واد کا حقیقی مفہوم..	۲۸
نبی اور اوتار کا بنیادی فرق..	۲۸
جدید نظریہ..	۲۹
روایتی اوتار واد اور اسلامی تصورِ خدا میں بنیادی فرق..	۲۹
جدید ہندو مصلحین کا نظریہ..	۳۰
فکری و روحانی مماثلت خدا کا چنا ہوا انسان..	۳۰
دس اہم اوتار ''دَشا وتار'' (दशावतार)..	۳۱
ہندو دھرم کے چار یُگ..	۳۱
(۱) ست یُگ (सत्य युग) سچائی کا دور (Golden Age)..	۳۳
(۲) ترتا یُگ (त्रेता युग) چاندی کا دور (Silver Age)..	۳۳
(۳) دوآپَر یُگ (द्वापर युग) کانسے کا دور (Bronze Age)..	۳۴
(۴) کلِی یُگ (कलि युग) لوہے کا دور (Iron Age)..	۳۵
موجودہ یگ کلِی یُگ (कलियुग)..	۳۶
وشنو کے دسویں اور آخری اوتار کلکی اوتار (कल्कि अवतार)..	۳۷
لفظی ولغوی معنی..	۳۷
وشنو پُران کے مطابق:..	۳۸
بھاگوت پران کے مطابق:..	۳۹
ہندو مذہب میں عبادت (उपासना) کی دو قسمیں..	۳۹
ہندو دھرم گرنتھوں کے مطابق نِرَاکار اُپاسنا..	۴۰
پرمیشور کی کوئی مورتی یا شبیہ نہیں..	۴۰
وہ ہر جگہ موجود ہے اور بغیر جسم کے ہے..	۴۱
مادّی چیزوں یا مورتی کی پوجا کی ممانعت..	۴۱
خدا ایک ہی ہے، دوسرا نہیں..	۴۱
مٹی پتھر کی مورتی دیو نہیں ہوتی..	۴۲

مورتی پوجا کرنے والوں پر تنقید..	۴۳
اُپنشدوں کی گواہی خدا کا کوئی جسم نہیں..............................	۴۳
مورتی پوجا کی ابتداء...	۴۴
ویدک عہد میں خدا کا تصور(1500-600 قبل مسیح).........................	۴۵
ویدک دور کے بعد علامتی پوجا کی ابتدا(تقریباً800-500 قبل مسیح).......	۴۵
مہا کاوی دور-رامائن ومہابھارت میں مورتی پوجا(تقریباً400 قبل مسیح سے400 عیسوی تک)..	۴۶
پُرانک عہد(300-1000 عیسوی)مورتی پوجا کا پختہ نظام..................	۴۶
فلسفیانہ توجیہ بھگوت گیتا اور پُرانوں کے مطابق..........................	۴۷
بُدھ وجین اثرات..	۴۷
خلاصۂ بحث..	۴۷
مورتی پوجا اور جین دھرم کا تاریخی پس منظر.............................	۵۰
روحانی علامت سے پوجا تک...	۵۰
ویدک دھرم پر اثر اور تنقید...	۵۰
جین دھرم میں مورتی پوجا کا فلسفیانہ تجزیہ.............................	۵۱
مورتی دھیان کا وسیلہ، خدا کا متبادل نہیں..............................	۵۱
جین فلسفے کی داخلی کشمکش گیان اور رسومات...........................	۵۱
ہندودھرم پر اثر فلسفے سے بھکتی تک..................................	۵۲
مورتی پوجا اور بدھ مت کا تاریخی وفکری پس منظر.......................	۵۲
بدھ کی مورت کا ظہور اور پوجا کا آغاز.................................	۵۳
بدھ مت کے اثر سے ہندو مذہب میں مورتی پوجا..........................	۵۴
بَہُدِ یَو واد(बहुदेववाद)یعنی بہت سے خداؤں کا تصور....................	۵۶
ویدک توحید کا اصل پیغام..	۵۶
ایک ہی خدا کی مختلف صفات(اگنی، اندر، وشنو، برہما، شیو)..............	۵۷
صفاتی وحدت سے کثرتِ دیوتا تک(33 کروڑ دیوتا کا عقیدہ)...............	۵۷

ویدک دور میں اصل تعداد ''33 دیوتا'' (त्रयस्त्रिंशत् देवा:)........................	۵۸
رِگ وید میں 33 دیوتاؤں کا ذکر........................	۵۸
33 کروڑ دیوتا پُرانوں کے بعد کا عوامی تصور........................	۵۸
جدید ہندو مصلحین کی تعبیر........................	۵۹
ہندو دھرم میں توحید جیسا تصور........................	۶۰
رِگ وید کے مطابق خالق کی وحدانیت........................	۶۲
یَجُر وید کے مطابق........................	۶۳
سام وید کے مطابق........................	۶۴
اوپنشد کے مطابق........................	۶۴
بھگوت گیتا کے مطابق توحید (एक ईश्वरवाद)........................	۶۴
بھگوت گیتا میں شرک کی تردید........................	۶۵
حصہ دوم۔ ہندو مذہب میں رسالت جیسا تصور	۶۸
ہندو دھرم میں رسالت........................	۶۹
پرانوں میں حضرت آدمؑ کا تذکرہ........................	۶۹
حضرت نوح علیہ السلام جیسا تذکرہ........................	۷۱
کشتی بنانے کا حکم:........................	۷۱
منو کا سیلاب سے بچایا جانا........................	۷۲
سیلاب کے ختم ہونے کے بعد نئی نسل کا آغاز........................	۷۲
مارکنڈیہ پران میں سیلاب اور کشتی کا بیان........................	۷۲
سیلاب کی شدت کا ذکر........................	۷۲
منو کو نجات دینے کا وعدہ........................	۷۳
وید میں لفظ ''نراشنس'' کا استعمال........................	۷۵
نراشنس (नराशंस) لفظ کی لفظی ونحوی ترکیب........................	۷۵
''نر'' (नर) لفظ کبھی بھی دیوتا کے معنی میں نہیں آتا........................	۷۷

نراشنس کسی دیوتا کا نام نہیں..	۷۷
دیوتاؤں کی دس قسمیں..	۷۷
نراشنس صرف انسان ہی ہوگا..	۷۸
نراشنس کی خصوصیات..	۷۸
(۱) لفظ ''نراشنس'' اور لفظ ''محمد'' میں معنوی مماثلت..	۸۰
(۲) نراشنس کی سواری اونٹ..	۸۱
(۳) نراشنس شیریں زبان (मधुर वाणी) والا ہوگا..	۸۱
(۴) نراشنس حسن، نورانیت اور علم کی اشاعت والا ہوگا..	۸۲
(۵) نراشنس لوگوں کو گناہوں سے نجات دینے والا ہوگا..	۸۳
(۶) مامہے رِشی (मामहे ऋषि) اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم..	۸۳
مامہے رِشی (मामहे ऋषि) کے دو اوصاف..	۸۴
ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے کے مطابق..	۸۵
حصہ سوم۔ ہندو مذہب میں آخرت جیسا تصور	۸۸
ہندو مذہب اور آخرت کا تصور..	۸۹
ہندو مذہب میں پُنر جنم (पुनर्जन्म) کا عقیدہ..	۹۰
بھگوت گیتا (भगवद्गीता) میں پُنر جنم..	۹۰
رِگ وید (ऋग्वेद) میں روح کی از سرِ نو پیدائش کا تصور..	۹۱
اتھر و وید (अथर्ववेद) کے مطابق دوبارہ جنم..	۹۲
یجر وید (यजुर्वेद) میں روح کی لافانیت..	۹۲
کٹھ اُپنشد (कठ उपनिषद्) اور پُنر جنم..	۹۲
بریہد آرانیک اُپنشد (बृहदारण्यक उपनिषद्) میں پُنر جنم..	۹۳
ہندو دھرم میں 84 لاکھ یُونِیوں (چوراسی لاکھ جنموں) کا عقیدہ..	۹۴
ہندو دھرم میں سُورگ اور نرک کا ذکر..	۹۷
رِگ وید میں سورگ (स्वर्गलोक) کا تصور..	۹۸

اَتھر وویدمیں نرک کاتصور ۹۸
منواسمرتی میں کرم اورنرک کاتصور ۹۹
گیتامیں آواگون اورسورگ ونرک تصور ۹۹
کرم پُران میں نرک کاتصور ۱۰۰
گروڑ پُران میں سورگ نرک کاتصور ۱۰۰
اگنی پُران میں سورگ کاتصور ۱۰۱
اپنشدمیں سورگ ونرک کاروحانی ذکر ۱۰۱
بھاگوت پُران میں 28 نرکوں کاذکر ۱۰۲
خلاصۂ بحث ۱۰۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد لله رب العالمين، والصلاة والسلام على سيد الأنبياء والمرسلين، نبينا محمد، وعلى آله وأصحابه أجمعين

اللہ تعالیٰ نے انسان کو عقل، شعور اور فطرتِ سلیم عطا فرما کر اس دنیا میں محض زندگی بسر کرنے کے لیے نہیں بھیجا بلکہ اسے اپنے خالق کی معرفت، عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا فرمایا۔ چنانچہ ہر دور میں اللہ تعالیٰ نے اپنے برگزیدہ انبیاء و رسل علیہم السلام کو انسانیت کی ہدایت کے لیے مبعوث فرمایا تاکہ وہ انسانوں کو ایک خدا کی عبادت، اخلاقِ حسنہ اور کامیاب زندگی کا راستہ دکھائیں۔ اگرچہ زمانے کے گزرنے کے ساتھ مختلف اقوام میں عقائد، عبادات اور مذہبی تصورات میں تبدیلیاں آتی رہیں، تاہم خدا کی تلاش، روحانی سکون کی خواہش اور حق کی جستجو ہر دور میں انسانی فطرت کا حصہ رہی ہے۔

ہندو مذہب دنیا کے قدیم ترین مذاہب میں شمار ہوتا ہے، جس کی مذہبی، فلسفیانہ اور روحانی روایت نہایت وسیع اور متنوع ہے۔ اس مذہب کی بنیاد وید، اُپنشد، بھگوت گیتا، برہما سوتر، پُران، رامائن، مہابھارت اور متعدد فلسفیانہ مکاتبِ فکر پر قائم ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو مذہب میں خدا، عبادت، نجات، روح، اوتار، کرم، پُنر جنم اور موکش جیسے موضوعات مختلف زاویوں سے بیان ہوئے ہیں۔ ایک طرف ویدوں اور اُپنشدوں میں خدا کو ایک، بے مثال، غیر جسمانی اور ہمہ گیر حقیقت کے طور پر پیش کیا گیا ہے، تو دوسری طرف بعد کے ادوار میں دیوی دیوتاؤں،

اوتاروں، مورتی پوجا اور مختلف مذہبی روایات نے ہندو مذہبی فکر کو مزید وسعت اور تنوع عطا کیا۔

یہی تنوع بہت سے قارئین کے ذہن میں متعدد سوالات پیدا کرتا ہے۔ کیا ہندو مذہب بنیادی طور پر توحید کا قائل ہے یا کثرتِ معبود کا؟ کیا ویدوں میں خدا کو بے شکل اور واحد قرار دیا گیا ہے یا مختلف دیوتاؤں کی عبادت کا حکم دیا گیا ہے؟ اوتار کا حقیقی مفہوم کیا ہے؟ کیا اوتار سے مراد خدا کا جسمانی طور پر دنیا میں آنا ہے یا کسی برگزیدہ شخصیت کے ذریعے الٰہی ہدایت کا ظہور؟ مورتی پوجا کی اصل حیثیت کیا ہے؟ کیا یہ ویدک تعلیمات کا حصہ ہے یا بعد کے مذہبی ارتقاء کا نتیجہ؟ ایسے بے شمار سوالات عرصۂ دراز سے علمی حلقوں میں زیرِ بحث رہے ہیں۔

زیرِ نظر کتاب انہی بنیادی سوالات کا تحقیقی اور دستاویزی مطالعہ پیش کرتی ہے۔ اس کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ ہندو مذہب کے بنیادی عقائد کو خود ہندو مذہبی مصادر سے سمجھا جائے اور ان کی وضاحت اصل سنسکرت متون، معتبر تراجم اور معروف ہندو مفکرین کی تشریحات کی روشنی میں کی جائے۔ اس مقصد کے لیے وید، اُپنشد، بھگوت گیتا، وشنو پُران، بھاگوت پُران، منو اسمرتی، مہابھارت اور دیگر اہم مذہبی مآخذ سے براہِ راست استفادہ کیا گیا ہے، تاکہ گفتگو قیاسات یا سنی سنائی باتوں کے بجائے اصل مصادر پر قائم ہو۔

اس کتاب کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ہندو مذہب کے مختلف نظریات کو ایک ہی زاویے سے نہیں دیکھا گیا، بلکہ ان کے اندر موجود مختلف فکری مکاتب کا بھی تعارف کرایا گیا ہے۔ مثلاً اوتار واد کے بارے میں روایتی پرانک تصور کے ساتھ ساتھ آدی شنکر آچاریہ، سوامی دیانند سرسوتی، سوامی وویکانند، رام کرشن پرمہنس، پنڈت شری رام شرما آچاریہ اور سوامی یوگانند جیسے جدید و قدیم مفکرین کی آراء بھی پیش کی گئی ہیں۔ اس سے قاری کو یہ سمجھنے میں آسانی ہوگی کہ ہندو مذہب ایک جامد مذہبی نظام نہیں بلکہ مختلف فکری تعبیرات کا مجموعہ ہے۔

یہ کتاب کسی مذہب کی تحقیر، تنقیص یا مذہبی جذبات کو مجروح کرنے کے لیے نہیں لکھی گئی، بلکہ اس کا مقصد علمی تحقیق، تقابلی مطالعہ اور حقیقت کی تلاش کرنے والوں کے لئے رہنمائی کا ذریعہ ہے۔ علمی دنیا میں مختلف مذاہب کا تقابلی مطالعہ ایک مستقل فن کی حیثیت رکھتا ہے، جس میں

ہر مذہب کو اس کے اپنے اصل مصادر کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ یہی اصول اس کتاب میں بھی اختیار کیا گیا ہے۔ جہاں ہندو مذہبی مصادر سے کوئی بات نقل کی گئی ہے، وہاں حتی المقدور اصل سنسکرت متن، اس کا مستند ترجمہ اور متعلقہ حوالہ بھی درج کیا گیا ہے تاکہ قاری خود بھی اس کا جائزہ لے سکے۔

موجودہ دور میں مختلف مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان مکالمہ، باہمی احترام اور علمی گفتگو کی ضرورت پہلے سے کہیں زیادہ بڑھ گئی ہے۔ افسوس کہ اکثر اوقات دوسرے مذاہب کے بارے میں معلومات غیر مستند ذرائع یا سوشل میڈیا کے ذریعے حاصل کی جاتی ہیں، جس سے غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں۔ یہ کتاب اس کمی کو پورا کرنے کی ایک ادنیٰ کوشش ہے تاکہ قاری اصل مذہبی متون کی روشنی میں ہندو مذہب کے بنیادی تصورات کو سمجھے اور پھر اسلامی تعلیمات کے ساتھ ان کا تقابلی جائزہ لے سکے۔

اس تحقیق کے دوران متعدد مقامات پر یہ حقیقت سامنے آئی کہ ہندو مذہب کے اندر بھی خدا کی وحدانیت، اس کی بے مثالی اور اس کی غیر جسمانی حقیقت کے بارے میں ایسے تصورات موجود ہیں جو ویدک متون میں نمایاں طور پر بیان ہوئے ہیں، جبکہ دوسری طرف عوامی مذہبی روایات میں ساکار اُپاسنا، دیوی دیوتاؤں کی عبادت اور اوتار واد جیسے تصورات بھی اپنی جگہ موجود ہیں۔ اسی تنوع نے ہندو مذہبی فکر کو نہایت وسیع اور پیچیدہ بنا دیا ہے، جسے سمجھے بغیر اس مذہب پر کوئی حتمی رائے قائم کرنا درست نہیں۔

راقم اس حقیقت کا بھی اعتراف کرتا ہے کہ ہر انسانی تحقیق کی طرح اس کتاب میں بھی غلطی یا کمی کا امکان موجود ہے۔ اگر اہلِ علم، محققین یا متعلقہ فن کے ماہرین کسی علمی لغزش یا حوالہ جاتی خامی کی نشاندہی کریں گے تو اسے خوش دلی سے قبول کیا جائے گا اور آئندہ اشاعتوں میں اس کی اصلاح کی کوشش کی جائے گی، کیونکہ تحقیق کا اصل مقصد حقیقت کی تلاش اور علمی امانت کی حفاظت ہے، نہ کہ کسی ذاتی رائے کو حرفِ آخر ثابت کرنا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس علمی کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبولیت عطا فرمائے، اسے حق کی تلاش کرنے والوں کے لیے مفید بنائے، ہمیں انصاف، دیانت اور علمی امانت کے ساتھ تحقیق کرنے کی توفیق عطا فرمائے، اور اس کتاب کو باہمی فہم، علمی مکالمہ اور صحیح دینی شعور کے فروغ کا ذریعہ بنائے۔ والسلام

دعاؤں کا طالب

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی
استاذ: دارالعلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

حصہ اول

ہندو مذہب میں توحید جیسا تصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندو دھرم میں خدا کا تصور

ہندو مذہب میں خدا کا تصور نہایت وسیع، گہرا اور کثیر الجہتی ہے۔ بنیادی طور پر ہندو فلسفہ یہ مانتا ہے کہ خدا ایک ہی ہے ابدی، لامحدود، سب کچھ جاننے والا، ہر جگہ موجود اور تمام مخلوقات کا سرچشمہ۔ ویدوں میں اسے برہمن (ब्रह्मन्) کہا گیا ہے جو نہ مرد ہے نہ عورت، نہ شکل رکھتا ہے نہ رنگ؛ وہ محض ایک ماورائی حقیقت (Ultimate Reality) ہے جس سے کائنات کی ہر شے وجود میں آئی۔ اپنشدوں میں یہی خیال اور زیادہ واضح ہوتا ہے کہ برہمن ہر چیز میں رچا بسا ہے، وہی انسان کے اندر بطور آتما (आत्मा) جلوہ گر ہے، اور جب انسان اپنے اندر کی آتما کو برہمن کے ساتھ ایک مان لیتا ہے تو وہ موکش (मोक्ष) یعنی نجات حاصل کر لیتا ہے۔

تاہم عوامی اور بھکتی روایت میں خدا کو صرف ایک ماورائی قوت نہیں بلکہ ایک ذاتی، قابلِ محبت ہستی کے طور پر مانا گیا ہے۔ اسی لیے ہندومت میں کئی دیوتا اور دیویاں پوجے جاتے ہیں جیسے برہما (خالق)، وشنو (محافظ)، شیو (ناشر و ناسخ)، لکشمی، پاروتی اور سرسوتی۔ یہ سب دراصل ایک ہی برہمن کے مختلف مظاہر (Manifestations) ہیں، تا کہ انسان اپنی طبیعت و رجحان کے مطابق خدا کو سمجھے اور اس کی عبادت کرے۔ یوں ہندو عقیدہ نہ سراسر کثرت پرست ہے، نہ خالص وحدت پرست، بلکہ اسے ''وحدت میں کثرت'' (एक में अनेकता) کا دین سمجھا جاتا ہے جہاں خدا ہر جگہ ہے، ہر دل میں ہے، اور ہر راستہ آخر کار اُسی ایک سچائی تک پہنچتا ہے۔

ہندو دھرم میں خدا کے تصورات کی مختلف صورتیں

ہندو دھرم میں خدا کے مختلف تصورات کی چار بنیادی صورتیں بیان کی ہیں جو وید، اُپنشد، گیتا، اور پُرانوں میں واضح طور پر مذکور ہیں۔ ذیل میں ہر تصور کی مختصر تشریح ہندی اصطلاح درج ذیل ہیں:

(ا) ساکاراُپاسنا(साकार उपासना) یعنی خدا کو کسی روپ میں پوجنا

ہندو دھرم میں کچھ لوگ خدا کو ساکار (रूपवान) یعنی شکل وصورت والا مانتے ہیں۔ ان کے نزدیک برہمن یا ایشور مورتی کے روپ میں انسان کے نزدیک آ سکتا ہے تاکہ بھکتی اور دھیان میں آسانی ہو۔ انہیں ساکار بھگوان وِشنو، شِو، دیوی، گنیش وغیرہ کے روپ میں پوجتے ہیں۔

ये तु सर्वाणि कर्माणि मयि संन्यस्य मत्पराः।
अनन्येनैव योगेन मां ध्यायन्त उपासते॥ 6॥
तेषामहं समुद्धर्ता मृत्युसंसारसागरात्।
भवामि न चिरात्पार्थ मय्यावेशितचेतसाम्॥ 7॥

ترجمہ: جولوگ اپنے تمام اعمال مجھے (خدا کو) سونپ کر، میری ہی پناہ میں رہتے ہیں اور مکمل یکسوئی کے ساتھ صرف میرا دھیان کرتے ہوئے میری عبادت (ساکار روپ میں) کرتے ہیں؛ اے ارجن! ان کا ذہن مجھ میں پوری طرح ڈوب جاتا ہے، اور ایسے عقیدت مندوں کو میں بہت جلد اس موت اور پیدا ہونے کے بھنور (سنسار ساگر) سے نجات دلا دیتا ہوں۔ (شریمد بھگوت گیتا، ادھیائے 12، شلوک 6-7)

क्लेशोऽधिकतरस्तेषामव्यक्तासक्तचेतसाम्।
अव्यक्ता हि गतिर्दुःखं देहवद्भिरवाप्यते॥

ترجمہ: جن لوگوں کا ذہن اویکت (یعنی निराकार / بے شکل خدا) میں لگا

ہوا ہے، ان کے لیے साधना (عبادت) بہت زیادہ تکلیف دہ ہوتی ہے۔ کیونکہ جسم رکھنے والے انسانوں (مادی وجود رکھنے والوں) کے لیے निराकार (خدا کے بے شکل پہلو) کو حاصل کرنا انتہائی مشکل ہے۔ (شریمد بھگوت گیتا، ادھیائے 12، شلوک 5)

(۲) بہودیوواد (बहुदेववाद) یعنی خداؤں کی کثرت کا عقیدہ

ہندو دھرم کے لوک وِشواس میں بہت سے دیوتا، دیوی پوجے جاتے ہیں، لیکن فلسفیانہ طور پر مانا جاتا ہے کہ یہ سب ایک ہی برہمن ब्रह्म کے مختلف روپ ہیں۔ یعنی دیوی دیوتا الگ الگ ناموں سے ایک ہی ستیہ کی اُپاسنا ہیں۔

एकं सद्विप्रा बहुधा वदन्ति।

ترجمہ: ''یعنی حقیقت ایک ہی ہے، مگر رِشی اسے کئی ناموں سے پکارتے ہیں''۔ (رگ وید، منڈل 1، سوکت 164، منتر 46)

(۳) انشواد (अंशवाद) یعنی خدا کا ایک حصہ سب میں موجود ہونا

اس نظریہ کے مطابق ब्रह्मन् اکھنڈ (ناقابل تقسیم)، اننت (لامحدود) اور ویاپک (ہر جگہ موجود) ہے، اور ساری सृष्टि اسی کے انش (حصے) سے بنی ہے۔ یعنی ہر جیو، ہر شے میں ایشور کا کوئی نہ کوئی انش موجود ہے۔

ममैवांशो जीवलोके जीवभूतः सनातनः।

ترجمہ: ''یعنی یہ جیو اتما میرا ہی انش ہے، جو سناتن اور ابدی ہے''۔

(بھگوت گیتا، ادھیائے 15، شلوک 7)

(۴) اوتارواد (अवतारवाद) یعنی خدا کا کسی روپ میں جنم لینا

یہ عقیدہ خاص طور پر وشنو پرمپرا میں پایا جاتا ہے۔ وشنو کو ایسا ایشور مانا گیا ہے جو جب بھی دھرم کمزور ہوتا ہے اور اَدھرم بڑھتا ہے، تو وہ خود کسی روپ میں جنم لے کر دنیا میں

آتا ہے جیسے: राम,कृष्ण,नरसिंह,वामन وغیرہ۔

यदा यदा हि धर्मस्य ग्लानिर्भवति भारत।
अभ्युत्थानमधर्मस्य तदात्मानं सृजाम्यहम्॥
परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम्।
धर्मसंस्थापनार्थाय सम्भवामि युगे युगे॥

ترجمہ: ''اے ارجن (بھارت)! جب جب دھرم (نیکی اور اصول) کا زوال ہوتا ہے اور اَدھرم (برائی اور ظلم) کا غلبہ بڑھتا ہے، تب تب میں خود کو (اپنے آپ کو) ظاہر کرتا ہوں۔ نیک لوگوں کی حفاظت کے لیے، بدکاروں کا विनाश (خاتمہ) کرنے کے لیے، اور دھرم کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے، میں ہر یگ (دور) میں جنم لیتا ہوں''۔ (بھگوت گیتا، ادھیائے 4، شلوک 7-8)

ہندو مذہب میں اوتار واد (अवतारवाद) کا تصور

لفظ ''اَوَتار'' (अवतार) سنسکرت کے دو الفاظ سے بنا ہے ''अव'' (اوپر سے نیچے) + ''तृ'' (اترنا) یعنی خدا (بھگوان) کا کسی مخصوص مقصد کے لیے زمین پر اترنا۔ یہ نظریہ کہتا ہے کہ پرماتما (خدا) جب دھرم (نیکی) کمزور پڑ جائے اور ادھرم (بدی) بڑھ جائے، تو دنیا میں کسی روپ (شکل) میں جنم لیتا ہے تا کہ نیکی کی حفاظت اور بدی کا ناش کرے۔

अजोऽपि सन्नव्ययात्मा भूतानामीश्वरोऽपि सन्।
प्रकृतिं स्वामधिष्ठाय संभवाम्यात्ममायया॥

ترجمہ: میں (حقیقت میں) اَجنما (پیدا نہ ہونے والا) ہوں اور میری روح بھی غیر فانی ہے، اور میں تمام مخلوقات کا ایشور (مالک) ہوں؛ پھر بھی اپنی پرکرتی (قدرت) کو قابو میں رکھ کر، میں اپنی مایا (اپنی ہی طاقت) کے ذریعے ظاہری طور پر جنم لیتا ہوں۔ (شریمد بھگوت گیتا، ادھیائے 4، شلوک 6)

अवतारा ह्यसङ्ख्येया हरेः सत्त्वनिधेर्द्विजाः।
यथाविदासिनः कुल्यः सरसः स्युः सहस्रशः॥

ترجمہ: اے برہمنو! (دویجا)، شری ہری (وشنو) کے اوتار ان گنت (لاشمار) ہیں۔ جس طرح ایک بڑے تالاب سے ہزاروں چھوٹی ندیاں (نالے) پھوٹتی ہیں، اسی طرح بھگوان کے اوتار بھی بے شمار ہیں۔

(شریمد بھاگوت مہاپران، سکند 1، ادھیائے، 3، شلوک 26)

خلاصہ: ہندو دھرم میں خدا کا تصور نہایت گہرا، ہمہ گیر اور کثیرالجہتی ہے۔ بنیادی ویدانت کے مطابق خدا ایک ہی ہے وہی برہمن (ब्रह्मन्) اکھنڈ (ناقابلِ تقسیم)، اَننت (لامحدود) اور وِیاَپک (ہر جگہ موجود) ہے۔ تاہم، اس ایک حقیقت کو سمجھنے اور اُس کی اُپاسنا کرنے کے کئی راستے ہیں۔ کچھ لوگ خدا کو ساکار روپ میں مان کر اس کی مورتی پوجتے ہیں، کچھ اُس کی کئی دیوی دیوتا کی شکلوں میں بھکتی کرتے ہیں، کچھ اُسے اوتار کی صورت میں دھرتی پر آتا مانتے ہیں، اور کچھ ہر جیو میں خدا کے انش (حصے) کو دیکھتے ہیں۔ اس طرح ہندو فلسفہ خدا کو ایک ہی مانتا ہے، مگر اُس کی پہچان کے انیک (کئی) روپوں کو تسلیم کرتا ہے۔

یہی خیال एक में अनेकता یعنی وحدت میں کثرت ہندو مذہب کے تصورِ خدا کی بنیاد ہے، جس کے مطابق ساری کائنات اُس ایک ستیہ (سچائی) کا پرکاش ہے، اور ہر روپ، ہر مارگ، آخرکار اُسی ایک پرم ایشور تک پہنچاتا ہے۔

اسلامی عقیدہ

اس کے برعکس، اسلامی عقیدۂ توحید یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام صفات کے ساتھ ایک ہے، یکتا ہے، لاشریک ہے۔ وہی خالق، مالک، رازق اور معبودِ حقیقی ہے۔ اس کی ذات ہر عیب، کمی اور مثال سے پاک ہے، نہ اس کی کوئی صورت یعنی مورتی ہے، نہ وہ کسی مخلوق میں حلول کرتا ہے، نہ کسی مخلوق کی شکل اختیار کرتا ہے۔

قرآنِ مجید میں ارشاد ہے: قُلْ هُوَ اللّٰهُ أَحَدٌ، اللّٰهُ الصَّمَدُ، لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ، وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ۔ (سورۃ اخلاص) یعنی ''اللہ ایک ہے، بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے''۔ اسلام میں خدا کو واحد و یکتا مانا جاتا ہے اور ہر قسم کے شرک، تجسیم اور اوتار کے عقیدے کی تردید کی جاتی ہے۔

اس طرح اسلام کا تصورِ خدا کلی طور پر وحدانیت اور خالص توحید پر قائم ہے، جس میں اللہ نہ مخلوق میں شامل ہے، نہ مخلوق اس میں وہ اپنی ذات اور صفات میں منفرد اور مطلق ہے۔

اوتار واد کی مختلف تعریف

اوتار واد کی مختلف تعریفیں درج ذیل ہیں:

ویدک مفہوم (قدیم تعریف)

وید میں ''اوتار'' کا لفظ براہِ راست نہیں آتا، مگر اس کے معنی ''اُترنا، پرکٹ ہونا'' کے طور پر ملتے ہیں۔

अवतरति इति अवतारः।

ترجمہ: ''جو اوپر (دیوتا) سے نیچے (بھومی پر) اترتا ہے، وہی اوتار کہلاتا ہے''۔ (آچاریہ یاسک: نِرُکت، ادھیائے 7)

یعنی خدا کا انسانی یا دِیو روپ میں ظہور، جب وہ دھرم کی رکشا کے لیے دنیا میں آتا ہے۔ یہ تعریف ویدک لُغت (Etymology) کی قدیم ترین کتاب نِرُکت (Nirukta) سے ماخوذ ہے، جسے آچاریہ یاسک (Acharya Yaska) نے تقریباً 500 سے 600 قبل مسیح میں تحریر کیا تھا۔ آچاریہ یاسک نے اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا ہے کہ یہ لفظ سنسکرت کی دھات ''تر'' (तृ) سے نکلا ہے، جس کے ساتھ ''اَوْ'' (अव) کا سابقہ (prefix) لگا ہے۔ ''اَوْ'' کا مطلب ہے: نیچے کی طرف (Downward movement)۔ ''تر'' کا مطلب ہے: پار کرنا یا اترنا (To cross or descend)۔ اس طرح، ''اوتار'' کا لغوی

مفہوم ہوا: ''اوپر سے نیچے کی طرف اترنا''۔

آدی شنکر آچاریہ کے مطابق اوتار کا مطلب

ईश्वरस्य मायया अविर्भाव: अवतार:।

ترجمہ: ''ایشور (خدا) کا اپنی مایا (قوتِ تخلیق) کے ذریعے ظاہر ہونا ہی اوتار ہے۔'' (بھگوت گیتا، باب 4، شلوک 6)

تشریح: آدی شنکر آچاریہ جو کہ اَدویَت ویدانت (Advaita Vedanta) کے بانی ہیں، انہوں نے اوتار کے تصور کو اپنی تصنیفات میں بہت باریک بینی سے بیان کیا ہے۔ بھگوت گیتا کے چوتھے باب کے چھٹے شلوک (6:4) پر آدی شنکر کے بھاشیہ (تفسیر) سے منسلک ہے۔ اس مقام پر جب بھگوان کرشن کہتے ہیں کہ ''میں اجنم ہوتے ہوئے بھی اپنی مایا سے پیدا ہوتا ہوں''، تو شنکر آچاریہ اس کی وضاحت یوں کرتے ہیں: ایشور (برہم) اپنی اصل حقیقت میں نِرگُن (صفات سے پاک)، نِرکار (بے شکل) اور اَجنم (جو کبھی پیدا نہیں ہوا) ہے۔

لیکن جب ایشور دنیا میں ظاہر ہوتا ہے، تو وہ اپنی مایا (قوتِ تخلیق/تصور) کو استعمال کرتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اوتار کا ظہور کوئی طبعی یا مادی پیدائش نہیں ہے، بلکہ ایشور کا ایک ''مایاک پُوروش'' (مایا سے بنا ہوا روپ) ہے۔

شنکر آچاریہ کی فکر کے مطابق، عام انسان اپنے کرم (اعمال) اور اگیان (جہالت) کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اور دوبارہ مرتا ہے (سنسار چکر)، لیکن اوتار کا معاملہ مختلف ہے: اوتار کا ظہور: یہ ایشور کی اپنی مرضی اور مایا کے زیرِ اثر ہوتا ہے۔ وہ حقیقت میں کبھی انسانی جسم کا قید نہیں ہوتا، بلکہ وہ صرف دنیا کو دکھانے کے لیے ایک انسانی روپ اختیار کرتا ہے، جسے ''اپادھی'' (Upadhi) کہا جاتا ہے۔

(Shankara Bhashya on BHagavad Gita, 4:6)

سوامی دیانند سرسوتی کے مطابق اوتار کا مطلب

ईश्वर निराकार, अजन्मा, सर्वव्यापक है वह कभी शरीर धारण नहीं करता।

تشریح: دیانند سرسوتی نے اوتار واد کو سراسر ردّ کیا ہے۔ان کے نزدیک خدا نروپ (بے شکل) اور اجنم (بے آغاز) ہے؛اس لیے وہ کبھی جنم نہیں لے سکتا۔ان کا کہنا تھا کہ ''خدا کو انسان بننے کی ضرورت نہیں، وہ تو سب کے اندر موجود ہے''۔(ستیارتھ پرکاش، ادھیائے 7)

نوٹ: یعنی دیانند جی کے نزدیک ''اوتار'' کا عقیدہ مُورّت واد (مُرتیوں میں خدا) کی طرح ایک غیر ویدک عقیدہ ہے۔

پنڈت شری رام شرما کے مطابق اوتار کا مطلب

अवतार का अर्थ है ईश्वरी चेतना का किसी विशेष व्यक्ति में जाग्रत हो जाना।

(अवतार का स्वरूप (अवतार का रहस्य) स्रोतः अखण्ड ज्योति पत्रिका, अंकः मार्च 1962 लेखकः पंडित श्रीराम शर्मा आचार्य)

تشریح: شری رام شرما آچاریہ کے مطابق ''اوتار'' کا مطلب یہ نہیں کہ خدا خود انسان بن جائے، بلکہ یہ ہے کہ کسی انسان میں خدائی شعور (Divine Consciousness) بیدار ہو جائے۔

پنڈت جی کا ماننا تھا کہ ایشور (خدا) کوئی ایسی ہستی نہیں جو آسمان سے اتر کر جسمانی روپ دھارے، بلکہ اوتار ایک ''شخصیت'' (Personality) کے بجائے ایک ''قوت'' (Force) کا نام ہے۔ان کے نزدیک: جب کسی انسان میں اخلاقی بلندی، روحانی طاقت اور الٰہی صفات اپنے عروج پر پہنچ جاتی ہیں، تو اسے ''اوتاری شخصیت'' کہا جاتا ہے۔یہ کسی خدائی ''حلول'' (Incarnation) کے بجائے ''انسانی شعور کا ارتقا'' ہے۔
ان کے الفاظ میں:

"हर युग में कुछ ऐसे महापुरुष उत्पन्न होते हैं जिनमें ईश्वरी चेतना

जाग जाती हैवही अवतार हैं।”

یعنی جب کوئی مہا پرش (بڑا انسان) اپنے اندر ایشور چیتنا کو جگا کر لوک کلیان (انسانیت کی بھلائی) میں لگ جائے، تو وہی اوتار سمان کہلاتا ہے۔

ان کے الفاظ میں، اوتار کا مطلب ہے ''نر'' (انسان) میں ''نارائن'' (خدا) کا ظہور۔ یعنی انسان اپنی محدود انا کو ختم کر کے جب کائناتی شعور سے ہم آہنگ ہو جاتا ہے، تو وہ اوتار کہلاتا ہے۔ انہوں نے معجزاتی اوتاروں کے بجائے ''نرُ مان اوتار'' (بنیادی/تخلیقی اوتار) پر زور دیا، یعنی وہ شخصیات جو اپنے کردار سے معاشرے میں انقلاب لاتی ہیں۔

(اوتار کا سروپ (اوتار کا راز) ماخذ: اکھنڈ جیوتی میگزین، شمارہ: مارچ 1962 مصنف: پنڈت شری رام شرما آچاریہ)

سوامی وویکانند کے مطابق اوتار کا مطلب

An Avatar is one who is consciously one with God and yet retains human form to uplift mankind.

(The Complete Works of Swami Vivekananda, Vol. 4, Krishna)

ترجمہ: ''اوتار وہ ہستی ہے جو شعوری طور پر خدا کے ساتھ ایک (واحد) ہو چکی ہوتی ہے، مگر پھر بھی انسانیت کی بہتری (اور بلندی) کے لیے انسانی روپ کو برقرار رکھتی ہے۔''

تشریح: وویکانند کے نزدیک اوتار کا مطلب یہ نہیں کہ وہ خدا کا کوئی بیرونی اوتار ہے، بلکہ اوتار وہ روح ہے جس نے اپنی اصل حقیقت (خدا) کو مکمل طور پر پہچان لیا ہے۔ وہ ہر لمحہ اس کائناتی شعور (Divine Consciousness) میں مستغرق رہتے ہیں۔ عام طور پر جب کوئی انسان اس اعلیٰ ترین روحانی مقام (سمادھی) تک پہنچ جاتا ہے، تو وہ دنیا سے لاتعلق ہو جاتا ہے۔ لیکن وویکانند کہتے ہیں کہ اوتار کی پہچان یہ ہے کہ وہ اس مقام پر پہنچنے کے باوجود دنیا کو نہیں چھوڑتا۔ وہ انسانی روپ میں اس لیے رہتا ہے تاکہ دوسرے لوگوں کے لیے ایک نمونہ (Ideal) بن سکے۔

وویکانند کے مطابق اوتار کا مقصد محض معجزات دکھانا نہیں، بلکہ انسانیت کے اخلاقی

اور روحانی شعور کو بلند کرنا ہے۔ وہ انسانیت کے لیے ایک ''پل'' کا کام کرتے ہیں، جو عام انسانوں کو ان کی کمزوریوں سے نکال کر خدائی درجے تک لے جانے کا راستہ دکھاتے ہیں۔

وویکانند کے مطابق، سنت تو خدا کو پا لیتے ہیں، لیکن اوتار وہ ہے جس کے پاس خدا کے ساتھ اپنی اس وحدت کو دنیا میں بانٹنے اور دوسروں کو بدلنے کی خاص قوت (Divine Authority) ہوتی ہے۔ یعنی اوتار خدا نہیں، بلکہ وہ انسان ہے جس نے خدا کو پوری طرح جان لیا ہو، اور پھر انسانیت کے اُدھار کے لیے واپس آیا ہو۔

(دی کمپلیٹ ورکس آف سوامی وویکانند، جلد چہارم، باب ''کرشن'' کے عنوان سے موجود ہے، اشاعت 1907)

رام کرشن پرمہنس کے مطابق اوتار کا مطلب

भगवान जब-जब धर्म की हानि होती है, तब-तब मनुष्य रूप में प्रकट होते हैं। (रामकृष्ण वचनामृत)

ترجمہ: ''بھگوان جب جب دھرم (نیکی/حق) کو نقصان پہنچتا ہے، تب تب انسانی روپ میں ظاہر (پرگٹ) ہوتے ہیں۔''

پرم ہنس جی کے مطابق اوتار کوئی عام انسان نہیں، بلکہ کائنات کے خالق کی ایک خاص ''تجلی'' (Manifestation) ہوتا ہے۔ جب دنیا میں تاریکی اور بے دینی بڑھ جاتی ہے، تو وہ خاص مقصد کے لیے انسانی جسم اختیار کرتا ہے۔

پرم ہنس جی کے مطابق ''ایشور سب میں موجود ہے، مگر سب میں یکساں ظاہر نہیں ہے۔'' جس طرح سورج ہر جگہ ہے لیکن شفاف آئینے میں زیادہ چمکتا ہے، اسی طرح عام انسانوں میں خدائی نور چھپا ہوتا ہے، جبکہ اوتار میں وہ مکمل طور پر بیدار (Manifest) ہوتا ہے۔

پرم ہنس جی کے مطابق، اوتار وہ ہے جو دونوں جہانوں (مادی اور روحانی) کے درمیان رابطہ قائم کرتا ہے۔ وہ لوگوں کو سکھاتا ہے کہ کیسے مادی دنیا میں رہتے ہوئے بھی ایشور کو پایا جا سکتا ہے۔

(کتاب کا نام: شری شری رام کرشن کتھامرت (اردو ترجمہ: رام کرشن وچنامرت) مصنف: ایم (مہیندر ناتھ گپتا) حوالہ: جلد اول، باب: ''بھگوان کے اوتار پر گفتگو'')

یعنی رام کرشن پرمہنس نے اوتار کو دھرم کی از سرِ نو استھاپنا کے لیے پرگٹ ہونے والی خدائی شکتی کہا۔ لیکن وہ مانتے تھے کہ ہر انسان میں بھگوان کا انش ہے، اور کچھ لوگ اُس انش کو پورے طور پر پرگٹ کر دیتے ہیں وہی اوتار کہلاتے ہیں۔

سوامی پرم ہنس یوگانند کے مطابق اوتار کا مطلب

When God becomes fully manifested in a human being for the salvation of others, that is an Avatar.

(Paramahansa Yogananda, Autobiography of a Yogi, Chapter 33, "Babaji's Interest in the West")

ترجمہ: ''جب خدا دوسروں کی نجات (خلاصی) کے لیے کسی انسان میں مکمل طور پر ظاہر (مظہر) ہو جاتا ہے، تو اسے اوتار کہتے ہیں۔''

تشریح: یوگانند جی کے مطابق اوتار وہ ہے جو پرمیشور کی پوری پرکاش شکتی کا پرگٹ روپ ہو، اور جو دوسروں کو مکتی کی راہ دکھانے کے لیے آیا ہو۔ یعنی یوگانند جی کے نزدیک اوتار کا مطلب ہے ''خدا کا انسانی روپ میں کامل ظہور''۔

خلاصہ

۱۔ویدک/ پرانک:	خدا (وشنو) خود دھرم کی رکشا کے لیے انسانی روپ میں جنم لیتا ہے۔
۲۔آدی شنکر آچاریہ:	اوتار ایشور کا مایا کے ذریعے ظہور ہے، حقیقی جنم نہیں۔
۳۔سوامی دیانند سرسوتی:	خدا نروپ اور اجنم ہے، اوتار واد غیر ویدک عقیدہ ہے۔
۴۔پنڈت شری رام شرما آچاریہ:	اوتار وہ ہے جس میں خدائی شعور بیدار ہو جائے۔
۵۔سوامی وویکانند:	اوتار وہ انسان ہے جو خدا سے یکجائی پاتا ہے اور انسانیت کی خدمت کرتا ہے۔
۶۔رام کرشن پرمہنس:	اوتار خدا کی شکتی کا انسانی روپ ہے جو دھرم کی رکھشا کے لیے آتا ہے۔
۷۔سوامی یوگانند:	اوتار وہ ہے جس میں خدا کی پوری شکتی ظاہر ہو کر دوسروں کو مکتی دے۔

ڈاکٹر وید پرکاش اپادھائے کے مطابق

ڈاکٹر وید پرکاش اپادھیائے کی تعلیم وشنو پران، کلکی پران، بھاگوت پران اور دیگر پرانک گرنتھوں میں تھی، مطالعہ کے دوران انہوں نے پایا کہ ہندو دھرم کے دسویں اوتار، کلکی اوتار کی خصوصیات نبی آخر الزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مطابقت رکھتی ہیں انہوں نے تفصیلی تحقیق کے بعد اس موضوع پر कल्कि अवतार और मुहम्मद साहब کے نام سے کتاب لکھی جس کا مرکزی موضوع 'ہندو شاستروں میں کلکی اوتار کی پیشگوئیوں کا تجزیہ اور ان کی تطبیق نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت وصفات پر ہے۔

وید پرکاش اپادھیائے نے اپنی کتاب میں یہ موقف پیش کیا ہے کہ ہندو گرنتھوں میں جس 'کلکی اوتار' کے آنے کی پیشگوئی ہے وہ در اصل نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں انہوں نے وشنو پُران، بھاگوت پُران، کلکی پران اور اپنشدوں کے شلوک پیش کئے اور ان کی تفسیری تطبیق کی اور اہم دلائل جو انہوں نے پیش کیے وہ درج ذیل ہیں:

ہندوشاشتروں میں کلکی اوتار کی صفت	وید پرکاش اپادھیائے کی تعبیر (محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تطبیق)
کلکی "سمبھل گاؤں" میں پیدا ہوں گے۔	"شمبھل" = عرب کی مبارک سرزمین (مکہ مکرمہ) مراد ہے۔
والد کا نام "وشنویش" (Vishnuyashas) ہوگا۔	"وشنو" = خدا، "یشس" = تعریف "اللہ کی تعریف کرنے والا" محمد/ احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
وہ گھوڑے پر سوار ہوں گے اور تلوار سے برائی ختم کریں گے۔	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جہاد وعدل کی علامت گھوڑا = سواری، تلوار = حق کی طاقت
وہ "کلی یگ" کا خاتمہ کریں گے۔	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرک، ظلم اور جہالت کا خاتمہ کیا۔
وہ تمام قوموں میں دھرم (دین حق) پھیلائیں گے۔	نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم "رحمۃ للعالمین" ہیں تمام انسانوں کے لئے۔
ان کے ساتھی "آکاشی یودھا" ہوں گے۔	صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیکی کے لئے لڑنے والے۔ (جنگ بدر میں آسمانی سے فرشتے مدد کے لئے نازل ہوئے)

وید پرکاش اپادھیائے نے اپنے نظریہ کو کتاب میں اس طرح پیش کیا ہے:

"सत्य यह है कि हिंदू धर्मग्रंथों में जिनका वर्णन 'कल्कि अवतार के रूप में हुआ है, वे वास्तव में इस्लाम के अंतिम नबी मुहम्मद साहब ही हैं।" (कल्कि अवतार और मुहम्मद साहब, पृष्ठ 14)

ترجمہ: یہ سچ ہے کہ ہندو گرنتھوں میں جن کی تصویر 'کلکی اوتار' کے طور پر بیان ہوئی ہے، وہ دراصل اسلام کے آخری نبی، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

وید پرکاش جی کی تحقیق کا خلاصہ

اگر ہم سنسکرت گرنتھوں کا مطالعہ کریں تو یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ کلکی اوتار کی تمام نشانیاں نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پوری اترتی ہیں۔ اس لئے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ موعود کلکی اوتار ہیں جن کے ذریعے دھرتی کو دھرم اور شانتی ملنی تھی۔ (کلکی اوتار اور محمد صاحب، صفحہ 45)

پنڈت راج وید پرکاش شرما کے مطابق

یہ ہریدوار (اتراکھنڈ، بھارت) کے رہنے والے تھے اور سنسکرت اور ویدک اسٹڈیز کے محقق (Research Scholar) تھے۔ ان کا ایک تحقیق مقالہ جس کا عنوان ہے:

"Kalki Avatar: A Comparative Study with Prophet Muhammad SAW"

راج وید پرکاش شرما نے اپنی تحقیق میں یہ استدلال کیا کہ کلکی اوتار کی تمام نشانیاں، خصوصیات اور مشن نبی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر منطبق ہوتے ہیں۔

راج وید پرکاش شرما کہتے ہیں:

''اگر ہم پرانوں کی پیشگوئیوں کو سنسکرت کے اصل مفہوم میں سمجھیں، تو یہ صاف ظاہر ہے کہ کلکی اوتار کوئی مستقبل کا ہندو اوتار نہیں بلکہ وہ تاریخی شخصیت ہے جو ساتویں صدی میں مکہ میں ظاہر ہوئی اور وہ ہے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم''۔

(Kalki Avatar: A Comparative Study with Prophet Muhammad, Chapter 4)

سوامی امرناتھ (مولانا عبدالحق ودود)

سوامی امرناتھ سنسکرت کے استاذ، فلسفی اور ہندو ویدانت روایت کے پیروکار تھے آپ کی تصنیف: The Last Messenger in Hindu Scriptures ہے۔ یہ کتاب ہندو ویدک، پرانک اور اپنشد متون میں ''آخری پیغمبر'' (Final Prophet) کے تصور کا مطالعہ ہے مصنف نے یہ واضح کیا کہ ہندو صحیفوں میں جس ہستی کو ''کلکی اوتار'' کہا گیا ہے وہ دراصل نبی آخرالزماں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

The Kalki Avatar foretold in Vishnu Purana and kalki Purana is none other than the historical Prophet Muhammad (peace be upon him) who appeared in Arabia to restore rigjteousness (Dharma) and to destory Adharma (unrighteousness).

(The Last Messenger in Hindu Scriptures, Page 27)

ترجمہ: وشنو پران اور کلکی پران میں جس کلکی اوتار کی پیشگوئی کی گئی ہے، وہ دراصل کوئی اور نہیں بلکہ تاریخی شخصیت نبی برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو عرب کی سرزمین میں ظاہر ہوئے تاکہ نیکی (دھرم) کو دوبارہ قائم کریں اور بدی (ادھرم) کو ختم کردیں۔

اسی طرح لکھتے ہیں:

Every prophecy about the coming of the final Avatar, his life, his struggle, his character, his restoration of Dharma and destruction of Adharma perfectly fits the life of prohet Muhammad (peace be upon him).

(The last Messenger in Hindu Scriptures, Page 65)

ترجمہ: آخری اوتار (کلکی) کی آمد سے متعلق جتنی بھی پیشگوئیاں ہیں اس کی زندگی، جدوجہد، کردار، نیکی (دھرم) کی بحالی اور بدی (ادھرم) کے خاتمے سے متعلق تمام نشانیاں یہ سب کی سب نبی اکرم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر بالکل پوری اترتی ہیں۔

اوتار واد کا حقیقی مفہوم

ہندو دھرم کے قدیم ویدک متون میں ''اوتار'' کا لفظ اگر چہ براہِ راست استعمال نہیں ہوا، مگر اس کے معنیٰ ''اُترنا'' یا ''پرکٹ ہونا'' کے طور پر ملتے ہیں۔ بعد کے پرانوں میں یہ عقیدہ رائج ہوا کہ خدا، خاص طور پر وشنو، جب دھرم کمزور پڑ جائے اور ادھرم بڑھ جائے تو انسانی یا دیگر روپ میں جنم لیتا ہے تا کہ نیکی کی بحالی کرے۔

لیکن آدی شنکر آچاریہ، دیانند سرسوتی، شری رام شرما، وویکانند، اور یوگانند جیسے مفکرین نے اس عقیدے کو زیادہ روحانی اور علامتی معنیٰ میں سمجھایا۔ ان کے نزدیک اوتار کا مطلب یہ نہیں کہ خدا خود جسم اختیار کرتا ہے، بلکہ یہ کہ خدا اپنی چیتنا شکتی یا الٰہی شعور کسی چنے ہوئے انسان میں ظاہر کرتا ہے تا کہ وہ انسانیت کو دھرم کے راستے پر واپس لائے۔

اس زاویے سے اوتار کوئی ''خدا بن گیا انسان'' نہیں، بلکہ وہ ''انسان ہے جس میں خدائی شعور جاگ اٹھا ہو''۔ خدا اپنی مخلوق میں سے ہی کسی ایسے شخص کو چُنتا ہے جو اس کی رحمت، گیان اور دھرم کو دنیا تک پہنچائے۔ اس طرح ''اوتار'' دراصل الٰہی پیغام کا انسانی وسیلہ ہے خدا کا ظاہری جسمانی جنم نہیں، بلکہ اس کا روحانی پرکاش جو کسی انسان کے ذریعہ دنیا میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہی تصور دوسرے مذاہب میں ''نبی'' یا ''پیغمبر'' کے خیال سے بھی قریب تر ہے، جہاں خدا خود نہیں آتا بلکہ اپنے برگزیدہ بندے کے ذریعے انسانیت کو ہدایت دیتا ہے۔

نبی اور اوتار کا بنیادی فرق

اسلام میں نبی یا رسول وہ برگزیدہ انسان ہوتا ہے جسے اللہ تعالیٰ اپنا پیغام پہنچانے کے لیے منتخب کرتا ہے۔ نبی خدا نہیں ہوتا، بلکہ خدا کا عبد (بندہ) اور رسول (پیغام بر) ہوتا ہے۔ وہ اللہ کی وحی، ہدایت اور شریعت انسانوں تک پہنچاتا ہے، مگر خود الوہیت (Divinity) میں شریک نہیں ہوتا۔ قرآن کے مطابق: ''اللہ انسانوں میں سے اپنے رسول چنتا ہے''۔ (سورۃ الحج: ۷۵)۔ دوسری طرف، ہندو دھرم کے روایتی عقیدے میں اوتار کو

خدا کا خود زمین پر آنا سمجھا گیا ہے یعنی وشنو یا کرشن جیسے دیوتا دھرم کی بحالی کے لیے انسانی روپ میں جنم لیتے ہیں۔ اس عقیدے میں الوہیت اور انسانیت بسا اوقات ایک ہو جاتی ہے، جو اسلام کے خالص توحیدی نظریے سے مختلف ہے۔

جدید نظریہ

تاہم جدید ہندو مفکرین جیسے سوامی دیانند سرسوتی، پنڈت شری رام شرما، وویکانند اور یوگانند نے اوتار واد کو علامتی اور روحانی معنی میں سمجھایا۔ ان کے نزدیک اوتار کا مطلب یہ نہیں کہ خدا خود جسم اختیار کرے، بلکہ یہ کہ خدا اپنی روحانی شکتی یا الٰہی چیتنا کسی انسان میں ظاہر کرتا ہے، تاکہ وہ انسان انسانیت کی رہنمائی کرے۔

یہ تعبیر اسلام کے تصورِ نبوت سے کافی مشابہت رکھتی ہے، کیونکہ اسلام بھی یہی کہتا ہے کہ خدا خود نہیں آتا، بلکہ اپنے چنے ہوئے انسانوں کے ذریعے اپنی ہدایت ظاہر کرتا ہے۔ فرق صرف اتنا رہ جاتا ہے کہ اسلام میں نبی ہمیشہ وحی کے ذریعے براہِ راست خدا سے ہدایت لیتا ہے، جب کہ ہندو فلسفے میں اوتار کو خدائی شعور کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح دونوں مذاہب کے روحانی اصولوں میں مقصد ایک ہی ہے انسانیت کی اصلاح، نیکی کی ترویج، اور خدا کی پہچان کا پیغام۔

روایتی اوتار واد اور اسلامی تصورِ خدا میں بنیادی فرق

ہندو دھرم کے پرانک عقیدے کے مطابق، خدا (خاص طور پر وشنو) جب دنیا میں ادھرم (بدی) بڑھ جاتی ہے اور دھرم (نیکی) کمزور ہو جاتی ہے، تو خود انسانی یا دیگر روپ میں جنم لیتا ہے تاکہ نیکی کی بحالی کرے۔ اس عقیدے میں خدا کو ایک ذاتی وجود مانا گیا ہے جو جسم، احساسات اور اعمال کے ساتھ دنیا میں اتر سکتا ہے۔ اس کے برعکس، اسلام کا نظریۂ توحید بالکل مختلف ہے۔ اسلام کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ابدی، بے جسم، بے صورت اور اجنم ہے یعنی نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا۔ (سورۃ الاخلاص:۳) اسلامی عقیدہ واضح کرتا ہے کہ خدا خود زمین

پر نہیں آتا، بلکہ اپنے پیغمبروں اور رسولوں کے ذریعے انسانوں تک اپنا پیغام پہنچاتا ہے۔

جدید ہندو مصلحین کا نظریہ

انیسویں اور بیسویں صدی کے کئی ہندو مفکرین، جیسے سوامی دیانند سرسوتی، پنڈت شری رام شرما آچاریہ، سوامی وویکانند، اور سوامی یوگانند نے ''اوتار واد'' کو فلسفیانہ اور روحانی انداز میں بیان کیا ہے۔

سوامی دیانند سرسوتی کے مطابق خدا نروپ (بے شکل) اور اجنم ہے، اس لیے وہ کبھی جسم نہیں دھارتا بلکہ اوتار واد ایک غیر ویدک عقیدہ ہے۔ پنڈت شری رام شرما کے نزدیک، اوتار کا مطلب یہ نہیں کہ خدا خود انسان بن جائے، بلکہ یہ کہ کسی انسان میں خدائی شعور بیدار ہو جائے تا کہ وہ لوک کلیان (انسانی فلاح) کے لیے کام کرے۔ اسی طرح سوامی وویکانند اور یوگانند نے کہا کہ اوتار وہ ہے جو خدا سے یکجائی حاصل کر کے انسانیت کی رہنمائی کرے۔

فکری و روحانی مماثلت خدا کا چنا ہوا انسان

اسلام کے مطابق، نبی اور رسول خدا کے بندے ہیں جنہیں اللہ اپنی ہدایت، وحی اور علم عطا کرتا ہے۔ وہ خود خدا نہیں ہوتے بلکہ خدا کے برگزیدہ نمائندے ہوتے ہیں۔ یہی تصور جدید ہندو فلسفیوں کے ''روحانی اوتار'' کے نظریے میں بھی ملتا ہے۔ ان کے نزدیک خدا خود جسم اختیار نہیں کرتا بلکہ اپنی الٰہی چیتنا یا شکتی کسی انسان میں ظاہر کرتا ہے، تا کہ وہ انسان دوسروں کے لیے رہنمائی کا ذریعہ بنے۔

اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ دیانند سرسوتی، شری رام شرما، وویکانند اور یوگانند کا نظریۂ اوتار واد اسلام کے تصورِ توحید اور نبوت کے سلسلے میں تھوڑا ہی فرق ہے، کیونکہ دونوں ہی اس بات پر متفق ہیں کہ خدا زمین پر نہیں آتا، بلکہ اپنے چنے ہوئے انسانوں کے ذریعے ہی اپنی ہدایت ظاہر کرتا ہے لیکن اسلام کا نظریہ بالکل واضح ہے جبکہ ان کے یہاں پیچیدگیاں ہیں۔

دس اہم اوتار ''دَشاوتار''(दशावतार)

وشنو کے دس مشہور اوتار بیان کیے جاتے ہیں، جو ہر یوگ میں ظاہر ہوتے ہیں:

۱۔ मत्स्य (مچھلی)	منو کو پرلے (طوفان) سے بچایا
۲۔ कूर्म (کچھوا)	سمدر منتھن میں دیوتاؤں کی مدد کی
۳۔ वराह (سور)	دھرتی دیوی کو پاتال سے اوپر لایا
۴۔ नरसिंह (آدھا انسان، آدھا شیر)	پرہلاد کی رکشا اور ہیرنکشیپو کا سنہار
۵۔ वामन (بونا برہمن)	بلی راجا کا اَہم توڑا
۶۔ परशुराम (پرشورام)	ادھرمک راجاؤں کا سنہار
۷۔ राम (رام)	راکشس راون کا وِدھ اور مریادا پُروشوتم کا پرتیک۔
۸۔ कृष्ण (کرشن)	دھرم سنستھاپن، گیتا کا اپدیش
۹۔ बुद्ध (بدھ)	اَہمسا، کرُنا، اور گیان کا پرچار
۱۰۔ कल्कि (آنے والا)	کلِی یوگ کے انت میں دھرم کی پُرن استھاپنا کرے گا

ہندو دھرم کے چار یگ

چار یُگ (Chatur Yuga / चतुर्युग) ہندو مذہب کے کائناتی زمانی نظام (Cosmic Time Cycle) کا بنیادی تصور ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق کائنات ایک ابدی اور مسلسل چکری نظام (Cycle) کے تحت چلتی ہے، جسے کال چکر (कालचक्र) کہا جاتا ہے۔ اس نظام میں وقت مسلسل گردش کرتا رہتا ہے اور ہر مکمل زمانی چکر چار عظیم ادوار (یُگوں) پر مشتمل ہوتا ہے، جنہیں مجموعی طور پر چتور یُگ (Chatur Yuga) کہا جاتا ہے۔

कृतं त्रेता द्वापरं च कलिश्च भरतर्षभ।
युगानि चानुपूर्व्येण व्याख्यास्यामि निबोध मे॥

ترجمہ: اے بھرت کے بہترین (ارجن)، میں ترتیب وار ست یوگ، تریتا یوگ، دواپر یوگ اور کلی یوگ کی وضاحت کروں گا، اسے غور سے سنو۔
(مہابھارت، ون پرو، باب 188، شلوک 25)

दिव्यं वर्षसहस्रं तु युगं त्रेतायुगं तथा।
द्वापरं युगमेवं वै कलियुगं तथैव च॥

ترجمہ: اسی طرح ست یوگ، تریتا یوگ، دواپر یوگ اور کلی یوگ کی مدت (دیو سالوں میں) بیان کی گئی ہے، جن کا تعلق انسانی وقت کے پیمانے سے ہے تاکہ کائنات کے چکر کو سمجھا جا سکے۔ (شریمد بھاگوت پران، اسکند 3، باب 11، شلوک 18)

یہ چار یُگ درج ذیل ہیں:

(۱) ست یُگ — Satya Yuga-(सतयुग)
(۲) تریتا یُگ — Treta Yuga-(त्रेतायुग)
(۳) دواپر یُگ — Dvapara Yuga-(द्वापर युग)
(۴) کلی یُگ — Kali Yuga-(कलियुग)

ان چاروں کو ملا کر ایک ''مہا یُگ'' (महायुग) بنتا ہے۔ ہر مہا یُگ کے اختتام پر دوبارہ ست یُگ سے ایک نیا زمانی چکر شروع ہوتا ہے، اور اسی طرح کائنات کا یہ ابدی زمانی نظام (कालचक्र) مسلسل جاری رہتا ہے۔

(۱)ست یُگ (सत्य युग)سچائی کا دور(Golden Age)

اس کی مدت 17,28,000انسانی سال یا 4800دیوی سال بتائی جاتی ہے، چونکہ ایک دیوی سال=360انسانی سال مانا جاتا ہے،اس لیے کل مدت 17,28,000انسانی سال بنتی ہے۔(وشنو پُران، کتاب اول، باب سوم)(منواسمرتی، باب 1، اشلوک 69-73)

कृते चतुष्पादो धर्मः स तु सत्यव्यपाश्रयः।
नाधर्मेण किंचिद् अभूत् तदा तद् अन्योन्यवर्जितम्॥

ترجمہ:''کرت (ست یگ) میں دھرم اپنی چاروں ٹانگوں (پاؤں) پر قائم تھا، اور وہ مکمل طور پر سچائی (ستیہ) پر منحصر تھا۔ اس وقت ادھرم (برائی) کا کوئی وجود نہ تھا، اور لوگ ایک دوسرے کے حقوق میں دخل نہیں دیتے تھے''۔

(وشنو پران، حصہ 1، ادھیائے 3، شلوک 12)

خصوصیات: اس یگ میں دھرم (نیکی) اپنی چاروں ٹانگوں پر قائم تھا۔ انسان سچائی، پاکیزگی، گیان، تپسیا (عبادت) اور کرپالو (رحم دل) تھے۔ نہ جھوٹ، نہ لالچ، نہ خوف۔ سب لوگ یوگ، گیان اور بھکتی میں من لگاتے تھے۔

خدا کا ظہور (اوتار):

(۱)متسیہ-मत्स्य(مچھلی)
(۲)کُرم-कूर्म(کچھوا)
(۳)وَراہ-वराह(سور)
(۴)نرسمہ-नरसिंह(آدھا انسان آدھا شیر)

نوٹ: یہ چاروں اوتار ''ست یُگ'' میں دھرم کی رکشا کے لیے ظاہر ہوئے۔

(۲)ترتا یُگ (त्रेता युग)چاندی کا دور(Silver Age)

اس کی مدت 12,96,000انسانی سال یا 3600دیوی سال کے برابر ہے

چونکہ ایک دیوی سال=360 اِنسانی سال مانا جاتا ہے، اس لیے کل مدت 12,96,000 انسانی سال بنتی ہے۔

(وشنو پُران، کتاب اول، باب سوم، شلوک مختلف مطبوعات اور تراجم میں (1.3.8,1.3.9,1.3.10) آگے پیچھے ہو سکتے ہیں)

خصوصیات: دھرم کی ایک ٹانگ کمزور ہوئی (اب تین ٹانگوں پر قائم رہا)۔ انسانوں میں احساسِ ذات (Ego) اور مادی خواہشات بڑھنے لگیں۔ روحانی طاقت میں کمی آئی، لیکن نیکی غالب رہی۔ یگیہ (قربانی) اور سنسکاروں کا چلن بڑھا۔ سماج میں راج نیتی، کنبہ، ملکیت کے ادارے بنے۔

त्रेतायां त्रिभिरंशैश्च धर्मोऽधर्मश्च वर्धते।
नाधर्मेण किंचिद् अभूत् तदा तद् अन्योन्यवर्जितम्॥

ترجمہ: ''تر تا یُگ میں دھرم (نیکی) اپنے تین حصوں کے ساتھ قائم رہتا ہے اور اسی کے ساتھ ادھرم (بدی) بھی بڑھنے لگتا ہے؛ اس وقت اَدھرم کے ذریعے کچھ بھی نہیں ہوا (یعنی برائی ابھی اتنی غالب نہیں تھی) اور وہ (دھرم اور اَدھرم) ایک دوسرے سے الگ تھے۔'' (وشنو پران، حصہ 1، باب 3، شلوک 15)

اوتار/ اہم شخصیات:

वामन अवतार- وامَن اوتار (بونا برہمن)
परशुराम अवतार پرشُرام اوتار (برہمن ویر)
श्रीराम अवतार شری رام اوتار (مریادا پرشوتم)

نوٹ: یہ تینوں اوتار تر تا یُگ میں ظاہر ہوئے جہاں دھرم کمزور ہو رہا تھا مگر ابھی غالب تھا۔

(۳) دوآپَر یُگ (द्वापर युग) کانسے کا دور (Bronze Age)

اس کی مدت 8,64,000 انسانی سال یعنی 2400 دیوی سال ہے، چونکہ ایک دیوی سال=360 انسانی سال مانا جاتا ہے، اس لیے کل مدت 8,64,000 انسانی سال

بنتی ہے۔(وشنو پُران، کتاب اول، باب سوم)(منواسمرتی، باب 1، اشلوک 69-73)

خصوصیات: دھرم اب صرف دو ٹانگوں پر باقی رہا۔ نیکی اور بدی کا توازن ہو گیا آدھی نیکی، آدھی بدی۔ انسانوں میں جنگ، طاقت، اور لالچ بڑھنے لگے۔ مذہبی رسومات رسمی بن گئیں۔ گیان کم ہوا، لیکن بھکتی اب بھی باقی تھی۔ یہی وہ دور تھا جب مہابھارت اور گیتا کا واقعہ ہوا۔

द्वापरे तु द्विभागेन धर्मोऽधर्मश्च वर्धते।
पादेन चैव कलौ विद्धि धर्मस्यांशं वि जानता॥

ترجمہ: دواپر یُگ میں دھرم (نیکی) دو حصوں پر قائم رہتا ہے اور ادھرم (بدی) بھی اتنے ہی حصوں میں بڑھ جاتا ہے، جبکہ کلی یُگ میں تم صرف ایک حصے (چوتھائی) کو باقی سمجھو۔(وشنو پران، حصہ 1، باب 3، شلوک 17)

اوتار: شری کرشن(श्री कृष्ण) اوتار جو اس یگ کا سب سے اہم اوتار ہیں۔ انہوں نے بھگوت گیتا میں کہا:

परित्राणाय साधूनां विनाशाय च दुष्कृताम् ।
धर्मसंस्थापनार्थाय सम्भवामि युगे युगे ॥

ترجمہ: نیک لوگوں کی حفاظت کے لیے، بدکاروں (ظالموں) کے विनाश (تباہی) کے لیے، اور دھرم (نیکی کے اصولوں) کو دوبارہ قائم کرنے کے لیے، میں ہر یُگ (دور) میں ظاہر ہوتا ہوں۔(بھگوت گیتا، باب 4، شلوک 8)

(۴) کلِی یُگ (कलि युग) لوہے کا دور (Iron Age)

اس کی مدت 4,32,000 انسانی سال یا 1200 دیوی سال ہے، چونکہ ایک دیوی سال = 360 انسانی سال مانا جاتا ہے، اس لیے کل مدت 4,32,000 انسانی سال بنتی ہے۔(وشنو پُران، کتاب اول، باب سوم)(منواسمرتی، باب 1، اشلوک 69-73)

خصوصیات: دھرم کی صرف ایک ٹانگ باقی۔ جھوٹ، لالچ، پاپ (بدی)، لالچ، ظلم، اور ادھرم کا دور۔ انسان بھکتی اور گیان سے دور ہو چکے ہیں۔ دھرم اب صرف نام، رسم اور ظاہری عمل تک محدود ہے۔ اسی یوگ میں مذہب کمزور مگر بھکتی کا راستہ سب سے آسان کہا گیا: ''کلی یوگ میں صرف نام سمرن سے موکش ممکن ہے''۔

शूद्रप्रायेषु वर्णेषु क्षुद्रधर्माः प्रजास्तदा।
नराणां क्षीयमाणानां महापुरुषदर्शनम्॥

ترجمہ: اس وقت (کلی یُگ میں) جب معاشرے میں لوگ شُودر (یعنی پست اخلاق اور ادنیٰ رویے والے) ہو جائیں گے، اور لوگوں کی اقدار و روایات ختم ہو رہی ہوں گی، تب (دھرم کی بحالی کے لیے) مہا پُرش (الٰہی ہستی) کا ظہور ہوگا۔ (بھاگوت پُران، اسکند 12، باب 2، شلوک 13)

اوتار: بدھ اوتار۔ کلِی یگ کے آغاز میں اہنسا اور گیان کے پرچار کے لیے آئے۔
کلکی اوتار۔ کلِی یگ کے اختتام پر آئیں گے تا کہ ادھرم کا خاتمہ کریں۔

موجودہ یگ کلِی یگ (कलियुग)

شروع: 3102 قبلِ مسیح (مہابھارت اور کرشن کے جانے کے فوراً بعد) اس کی کل مدت: 4,32,00 سال اور ابھی گزر چکے: تقریباً 5,127 سال (سال 2025 تک) یعنی اب باقی: تقریباً 4,26,873 سال ہیں۔

نوٹ: کلکی اوتار اسی یگ کے آخر میں آئیں گے، اور اس کے بعد نیا ست یگ (سونے کا دور) شروع ہوگا یعنی نیکی، سچائی اور گیان کا دوبارہ ظہور۔

اس طرح ہندودھرم میں چاروں یگ انسان کی روحانی گراوٹ اور پھر بیداری کا تسلسل ہیں ست یُگ میں سچائی غالب، ترتا میں اخلاق، دواپَر میں توازن، اور کلی یُگ میں ادھرم غالب۔ مگر ہر چکر کے بعد وشنو کا نیا اوتار آ کر نیکی کو بحال کرتا ہے، تا کہ انسانیت

ایک بار پھر روشنی، سچائی، اور گیان کی طرف لوٹے۔

وشنو کے دسویں اور آخری اوتار کلکی اوتار (कल्कि अवतार)

ہندو کتب میں جس کلکی اوتار کی بات کی گئی ہے اس میں وشنو کے دسویں اوتار کو کہا گیا ہے اس لئے یہ نظریہ اسلامی عقیدے کے مطابق صریح غلط ہے اس لئے کہ حضرت محمد ﷺ کسی کا اوتار نہیں بلکہ اسلام میں نبی کا تصور یہ ہے کہ وہ ایک انسان تھے اس لئے پہلے اوتار لفظ کی وضاحت کی جائے گی اس کے بعد جو مماثلت ہے آغاز گفتگو کے لئے استعمال ہوسکتا ہے لیکن گفتگو کی یہ بنیاد نہیں ہوسکتی اس لئے کہ اس میں مختلف علماء کی الگ الگ رائے ہیں اس میں سے جناب وید پرکاش کی تحقیقات کو سامنے رکھتے ہوئے گفتگو کی ابتدا کر کے رسالت کے حقیقی تصور کو ہی پیش کیا جائے۔

لفظی ولغوی معنیٰ

कलि یہ لفظ سنسکرت سے ہے، جس کی جڑ ''कल्'' ہے، جس کے معنی ہوتے ہیں جھگڑا، فساد، جھوٹ، خودغرضی، بدی، زوال، یا ادھرم (بدعملی)۔

سنسکرت لغت (Monier-Williams Sanskrit Dictionary) کے مطابق:

कलि= Strife, quarrel, discord, contention, vice, sin, the spirit of the Iron Age.

یعنی ''کلی'' وہ طاقت یا زمانہ ہے جو جھوٹ، فریب، اور بدی سے بھرا ہو۔ اسی نسبت سے موجودہ دور کو ''کلی یُگ'' کہا جاتا ہے۔

'' कल्कि'' یہ لفظ ''کلی'' + ''کِ'' (नाशक / ختم کرنے والا) سے بنا ہے۔ یعنی: ''کلی کا ناس کرنے والا' وہ جو جھوٹ، بدی، اور ادھرم کو مٹا دے۔

कल्किर्विष्णुयशा नाम्ना संभलोग्रामसंभवः।

भगवान् हयपाणिश्च यथाऽधर्मः प्रवर्तते॥

ترجمہ: ’’جب کلِ یگ میں ادھرم (بدی) حد سے بڑھ جائے گا، تب بھگوان شری وشنو، کلکی کے نام سے سمبھل گاؤں میں جنم لیں گے‘‘۔

(وشنو پُران، حصہ 4، ادھیائے 24، شلوک 26)

نوٹ: یہ وشنو کے دسویں اور آخری اوتار ہیں، جو ابھی آنے والے ہیں۔

وشنو پُران کے مطابق:

कल्किर्विष्णुयशा नाम्ना संभलोग्रामसंभवः।
धर्मसंस्थापनार्थाय धर्मस्य च प्रवर्तने॥
खड्गं गृहीत्वा दुष्टात्मा नाशं च करिष्यति।
पुनः सत्ययुगं चैव स्थापयिष्यति मानवः॥

ترجمہ: شنبھل گاؤں میں وشنو یشا نامی برہمن کے گھر کلکی کے نام سے بھگوان جنم لیں گے۔ وہ اپنی تلوار اٹھا کر تمام ظالموں اور بدکاروں کا خاتمہ کریں گے، دنیا سے ادھرم (بدی) کو جڑ سے اکھاڑ پھینکیں گے، اور دھرم کو دوبارہ مکمل طور پر قائم کریں گے۔ ان کے ذریعے انسانیت کا زوال ختم ہوگا اور ست یگ کا دوبارہ آغاز ہوگا، جس میں لوگوں کی ذہنیت اور اخلاق پاکیزہ اور سچے ہوں گے۔

(وشنو پُران، حصہ 4، ادھیائے 24، شلوک 26 سے 30 تک)

शम्भल ग्राम मुख्यस्य ब्राह्मणस्य महात्मनः।
विश्णोः यशसः सुतो भविष्यति जगत्प्रभुः॥
अश्वमश्वतरं वह्निं हयेनामलतेजसा।
अधिष्ठाय धरां सर्वां आपद्य युगसंधिषु॥
निहनिष्यति दुष्कृत्यं दुरात्मानं जनं ततः।
धर्मं च पुनरादध्यात् सत्यमेव भविष्यति॥
कल्किर्नाम भवेद् विष्णोः केशवस्य च संज्ञया।
अवतारो महायोगी भविता नृपपुंगव॥

ترجمہ: ''شنبھل (Shambhala) نامی گاؤں میں، ایک عظیم روح والے برہمن، وشنویَش کے گھر میں خود جگت پربھو (کائنات کے مالک) کلکی کے روپ میں جنم لیں گے۔ وہ اپنی پاکیزہ چمک والے سفید گھوڑے (اشو) پر سوار ہو کر، یُگوں کے سنگم (یعنی کلی یُگ کے اختتام) پر پوری زمین کا چارج سنبھالیں گے۔ وہ اپنے تیج سے بدکاروں اور دُشٹ (برے) لوگوں کا خاتمہ کریں گے۔ اس کے بعد وہ دوبارہ دھرم (نیکی) کو قائم کریں گے اور سچائی (ستیہ) کا دور لوٹ آئے گا۔ یہ اوتار کلکی کہلائے گا، جو بھگوان وشنو (کیشو) کا ایک عظیم یوگی اوتار ہوگا۔''

(وشنو پُران، چوتھا کھنڈ، ادھیائے 24، شلوک 27-33)

بھاگوت پران کے مطابق:

अवतारे ह्यसङ्ख्येयाः हरेः सत्त्वनिधेर्द्विजाः।

कल्किः नाम्ना भविष्यामि कलौ संप्रद्रुतेऽधर्मे।

ترجمہ: اے برہمنو! (ہری) کے اوتار بے شمار ہیں، لیکن جب کلِی یُگ میں ادھرم (بدی) اپنی انتہا کو پہنچ جائے گا، تو میں کلکی نام سے ظاہر ہوں گا (جنم لوں گا)۔ (بھاگوت پران، اسکندھ 1، ادھیائے 3، شلوک 25-26)

● پنڈت شری رام شرما آچاریہ نے لکھا:

कल्कि अवतार वह दिव्य चेतना है जो अधर्म के अंधकार को मिटाकर धर्म की ज्योति फैलाएगी। (अखण्ड ज्योति, अंकः 1968)

یعنی ''کلکی اوتار وہ خدائی شعور ہے جو بدی کے اندھکار کو مٹا کر نیکی کی روشنی پھیلائے گا''۔

ہندو مذہب میں عبادت (उपासना) کی دو قسمیں

ہندو شاستروں میں ''اُپاسنا'' کا مطلب ہے: ''پرمیشور (خدا) کی طرف اپنے من کو لگانا، دھیان اور سمرن کے ذریعے اس کی قربت حاصل کرنا''۔

لفظی مطلب: ''उप''=قریب، ''आसन''=بیٹھنا یعنی ''خدا کے قریب ہونا''۔

(۱) نِرَاکار اُپاسنا(निराकार उपासना)یعنی (خدا کی بے شکل، غیر جسمانی عبادت)

مطلب: نراکار اُپاسنا وہ عبادت ہے جس میں خدا کو نروپ (بے شکل)، اجنم (بے آغاز) اور سرو ویاپک (ہمہ گیر) مانا جاتا ہے۔ یعنی خدا کی کوئی جسمانی صورت نہیں، وہ ہر جگہ موجود ہے اور صرف دھیان (توجہ) اور گیان (علم) سے پہچانا جا سکتا ہے۔

(۲) ساکار اُپاسنا(साकार उपासना)یعنی (خدا کی شکل وصورت یا مظاہرِ قدرت کے ذریعے عبادت)

مطلب: ساکار اُپاسنا میں انسان خدا کو کسی دیکھنے والی شکل یا مورت (بت) میں پوجتا ہے مثلاً سورج، چاند، گئو، درخت، ندی، یا دیوی دیوتا۔

خلاصہ: ویدک دور میں نراکار اُپاسنا یعنی ایک بے شکل، واحد ایشور کی عبادت ہوتی تھی۔ وید (خاص طور پر یجروید 3.32 اور اتھروید 7.8.10) اس بات کو صاف کہتے ہیں کہ خدا کی کوئی صورت یا مورت نہیں۔ لیکن بعد کے زمانوں میں ساکار اُپاسنا (مورتی پوجا، دیوی دیوتاؤں کی پوجا) عام ہو گئی جو ویدک تعلیمات سے ہٹ کر بعد کے پُرانک عقائد کا نتیجہ ہے۔

ہندو دھرم گرنتھوں کے مطابق نِرَاکار اُپاسنا

ہندو مذہبی کتب میں متعدد مقامات پر ایسی ذات کا ذکر ملتا ہے جو بے صورت، بے مثال، غیر مرئی اور حواس سے ماورا ہے، اور جس کی حقیقی عبادت نِرَاکار (بے شکل) تصور کے مطابق بیان کی گئی ہے۔ جیسے درج ذیل ہے:

پرمیشور کی کوئی مورتی یا شبیہ نہیں

न तस्य प्रतिमा अस्ति, यस्य नाम महद्यशः।

ترجمہ: اس (ایشور) کی کوئی شبیہ یا مورت نہیں، اس کا نام ہی عظیم اور بابرکت ہے۔ (یجروید، ادھیائے 32، منتر 3)

تشریح: یہ منتر بتاتا ہے کہ خدا کو کسی صورت یا بت میں ظاہر نہیں کیا جا سکتا۔ وہ لامحدود، بے جسم، اور صرف دھیان (Meditation) سے جانا جا سکتا ہے۔

وہ ہر جگہ موجود ہے اور بغیر جسم کے ہے

स पर्यगाच्छुक्रमकायम् अव्रणम् अस्नाविरं शुद्धम् अपापविद्धम्।

ترجمہ: وہ (ایشور) ہر جگہ موجود ہے، وہ جسم سے خالی، بے عیب، بے گناہ، اور سراسر پاک ہے۔ (یجروید، ادھیائے 40، منتر 8)

تشریح: یہ منتر صاف بتاتا ہے کہ خدا اکائیم (अकायम्) یعنی ''بے جسم'' ہے۔ اس کی عبادت صرف دھیان، گیان اور سچائی کے ذریعے کی جا سکتی ہے۔

مادّی چیزوں یا مورتیوں کی پوجا کی ممانعت

अन्धं तमः प्रविशन्ति येऽसम्भूतिं उपासते।
ततो भूय इव ते तमो य उ सम्भूत्या रताः॥

ترجمہ: اندھکار میں داخل ہوتے ہیں وہ لوگ جو غیر حقیقی چیزوں (قدرتی عناصر جیسے آگ، پانی، مٹی وغیرہ) کی پوجا کرتے ہیں، اور اس سے بھی زیادہ اندھکار میں پڑتے ہیں وہ جو خدا کی بنائی ہوئی چیزوں (بتوں، مورتوں) کی پوجا کرتے ہیں۔ (یجروید، ادھیائے 40، منتر 9)

تشریح: یہ منتر مورتی پوجا (بت پرستی) اور قدرتی عناصر کی عبادت دونوں کی سخت مذمت کرتا ہے۔ یہی ویدک تعلیم بعد میں بھگوت گیتا میں "ایشور کی ایکتا" کے طور پر ظاہر ہوئی۔

خدا ایک ہی ہے، دوسرا نہیں

एकं ब्रह्म द्वितीयं नास्ति, नेह नानास्ति किंचन।

ترجمہ: برہمن (خدا) ایک ہی ہے، دوسرا کوئی نہیں، نہ ہی ذرہ برابر کسی اور کا وجود ہے۔ (چھاندوگیا اپنشد 6.2.1، کٹھ اپنشد 2.4.11 اور بریہدارنیک اپنشد 4.4.19)

تشریح: یہ ''برہما سوتر'' (Brahma Sūtra) کا مرکزی منتر ہے جسے ایک اور بے ثانی خدا کہا گیا۔ یہی منتر توحید (Monotheism) کا خالص ویدک اظہار ہے۔

एको देवः सर्वभूतेषु गूढः।

ترجمہ: ایک ہی خدا ہے، جو تمام مخلوقات میں پوشیدہ ہے۔

(اتھر و وید، کتاب 10، ادھیائے 8، منتر 7)

एकं सत् विप्रा बहुधा वदन्ति।

ترجمہ: سچ ایک ہے، مگر دانشورا سے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

(رگ وید، 1.164.46)

ویدک دور میں صرف نراکار اُپاسنا (بے شکل خدا کی عبادت) کی جاتی تھی۔ یجر وید (9.40,8.40,3.32) اور شوتا شوتر اُپنشد (9.6) میں صاف تصریح ہے کہ خدا کا کوئی جسم، مورتی یا شبیہ نہیں۔

بعد کے زمانے میں جب ''ساکار اُپاسنا'' (مورتی پوجا) رائج ہوئی تو اس نے اصل ویدک روح توحید و نراکار ایشور کو کمزور کر دیا۔

مٹی پتھر کی مورتی دیو نہیں ہوتی

न देवा मृच्छला मयाः।

ترجمہ: مٹی، پتھر یا دھات سے بنی مورتیاں دیو (خدا) نہیں ہیں۔

(شریمد بھاگوت پران، دسواں اسکندھ، ادھیائے 84، شلوک 99)

تشریح: یہ شلوک بھاگوت پران میں سوامی کرشن اور راجا نبھگ کے مکالمے کے دوران آتا ہے۔ یہاں صاف کہا گیا کہ جو لوگ مٹی یا دھات کی بنی مورتیوں کو دیوتا مان کر پوجتے ہیں، وہ بھول یا مایا (غلط فہم) میں ہیں۔ یعنی یہاں مورتی پوجا کی تردید کی گئی ہے۔

مورتی پوجا کرنے والوں پر تنقید

यः स्वदेहम तृणं मन्येन्न गदाम्।

स गवां च्छन्नं तृणं भक्षयन् गधः।

ترجمہ: جو شخص مٹی، لکڑی یا پتھر کی مورت کو خدا سمجھتا ہے، وہ ایسا ہے جیسے کوئی گدھا بیلوں کے چارے کو کھا جائے۔

(شریمد بھاگوت پران، دسواں اسکندھ، ادھیائے 84، شلوک 13)

تشریح: یہ تمثیل بتاتی ہے کہ مورتی پوجا کرنے والا نادان اور بھولے انسان کی مانند ہے جو حقیقت کو پہچان نہیں پاتا۔ خدا کی پوجا مادی شے میں نہیں، بلکہ روحانی شعور میں کی جانی چاہیے۔

اُپنشدوں کی گواہی خدا کا کوئی جسم نہیں

अपाणिपादो जवनो ग्रहीता पश्यत्यचक्षुः स शृणोत्यकर्णः।

ترجمہ: وہ (ایشور) بغیر ہاتھ پاؤں کے کام کرتا ہے، بغیر آنکھوں کے دیکھتا ہے، بغیر کانوں کے سنتا ہے۔ (شوتاشوتر اُپنشد، ادھیائے 3، منتر 19)

تشریح: یہ نراکار خدا کی مکمل تصویر ہے جو کسی جسم یا اعضاء سے ماورا ہے، لیکن سب کچھ کرنے والا ہے۔

خلاصہ: ویدک دور میں خدا کو نراکار، ایک اور بے جسم مانا گیا اس کی کوئی مورتی یا تصویر نہیں۔ پرانک دور (وشنو، بھاگوت، شیو پران) میں چند لوگوں نے مادی شکلوں کی پوجا شروع کی، مگر خود انہی پرانوں نے مورتی پوجا کی مذمت کی۔ یعنی ویدک اور پرانک صحیفے یک زبان ہیں کہ خدا نراکار اور ایک ہی ہے۔ مٹی، پتھر یا دھات کی مورتیاں خدا نہیں ان کی پوجا اندھکار اور جہالت ہے۔ یہی تعلیم ہندو دھرم کی اصل ویدک روح، یعنی نراکار اُپاسنا (عبادتِ واحدِ برہمن) کا جوہر ہے۔

مورتی پوجا کی ابتداء

ہندو مذہب میں مورتی پوجا (بت یا دیوتا کی مورت کی عبادت) کی ابتدا ایک تدریجی فکری و تاریخی عمل کا نتیجہ ہے۔ ویدک عہد (تقریباً 1500 تا 600 قبل مسیح) میں مورتی پوجا کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ اُس وقت عبادت کا طریقہ یگیہ (قربانی) اور منتر پاتھ پر مبنی تھا۔ رِگ وید میں مختلف دیوتاؤں اگنی، اندر، ورُن وغیرہ کا ذکر ملتا ہے، مگر ان کی کوئی مورت یا تصویر نہیں تھی۔ ویدک انسان فطری قوتوں کو الٰہی مظاہر سمجھتا تھا، مگر انہیں جسمانی شکل میں نہیں پوجتا تھا۔ اس دور کا مذہب زیادہ تر توحیدی (Monotheistic) اور فطرت پرستانہ (Naturalistic) تھا، جیسا کہ رِگ وید (1.164.46) میں کہا گیا: "سچائی ایک ہے، مگر عقلمند اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

بعد کے اُپنشدک دور (تقریباً 800 تا 500 قبل مسیح) میں مذہب کا رجحان تجریدی توحید (Philosophical Monism) کی طرف گیا "سروَم کھلو ادم برہما" (یہ سارا جہان برہمن ہے)۔ مگر عام لوگوں کے لیے یہ فلسفہ مشکل تھا۔ چنانچہ برہمن کے تجریدی تصور کو سمجھنے میں سہولت کے لیے علامتی شکلوں (Symbols) کا استعمال شروع ہوا۔ خدا کی ساکار روپ میں اُپاسنا یعنی کسی شکل یا مورت کے ذریعے دھیان لگانے کا رجحان یہی سے پیدا ہوا۔ یہ عمل رفتہ رفتہ عوامی مذہب میں داخل ہوا اور مورتی پوجا کی فکری بنیاد بنا۔

پھر پرانک اور بھکتی دور (تقریباً 300 تا 1000 عیسوی) میں مورتی پوجا مکمل طور پر مذہبی نظام کا حصہ بن گئی۔ وشنو پران، شیو پران اور دیوی بھاگوت پران میں دیوتاؤں کی مورت بنانے، مندر تعمیر کرنے اور پوجا کے ضابطے تفصیل سے بیان کیے گئے۔ بھگوت گیتا نے بھی عام انسان کے لیے غیر مرئی برہمن کی عبادت کو مشکل بتاتے ہوئے مورتی پوجا کو جائز قرار دیا۔ یوں ابتدا میں جو تصور علامتی اور ذہنی سہارا تھا، وہ بعد کے ادوار میں روحانی عقیدت (Bhakti) کا مرکز بن گیا اس یقین کے ساتھ کہ مورت خود خدا نہیں بلکہ

خدا کے جلوے کا آدھار (وسیلہ) ہے۔

ویدک عہد میں خدا کا تصور (1500-600 قبل مسیح)

ابتدائی ویدک دور میں (خاص طور پر رِگ وید) خدا کا تصور ''ایک برتر حقیقت'' (एकं सत्) کے طور پر تھا۔ اس زمانے میں مورتی پوجا (بت پرستی) کا کوئی تصور موجود نہیں تھا۔ عبادت یگیہ (यज्ञ) یعنی آگ کے ذریعے قربانی اور منتر و رسومات کے ذریعہ ہوتی تھی۔

एकोम् सत् विप्रा बहुधा वदन्ति।
अग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः॥

ترجمہ: ''سچائی ایک ہے، مگر عقلمند اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں''۔ (رگ وید 1.164.46)

وضاحت: اس دور میں لوگ فطری طاقتوں اگنی (آگ)، وریُن (آسمان/قانون)، اندر (بارش و جنگ) کو خدا کے روپ میں مانسِک علامت کے طور پر دیکھتے تھے، مگر ان کی مورتی (بت) نہیں بناتے تھے۔

ویدک دور کے بعد علامتی پوجا کی ابتدا (تقریباً 800-500 قبل مسیح)

ویدک مذہب کے زوال کے بعد جب اُپنشدوں اور برہمن گرنتھوں کا زمانہ آیا تو توحیدی (Monistic) خیالات مضبوط ہوئے ''برہمن ہی سب کچھ ہے''۔ لیکن عام عوام کے لیے یہ فلسفہ انتہائی تجریدی (Abstract) تھا۔ چونکہ عام لوگ ادھیاتم (روحانی مراقبہ) نہیں سمجھ پاتے تھے، اس لیے خدا کے روپ کو کسی شکل میں دیکھنے کا رجحان پیدا ہوا۔

सर्वं खल्विदं ब्रह्म।
तज्जलानिति शान्त उपासीत।

ترجمہ: ''یہ سارا جگت دراصل برہمن ہے''۔ (چھاندوگیہ اُپنشد، 3.14.1)

یہی خیال بعد میں ''ساکار اُپاسنا'' (خدا کو شکل میں ماننا) میں تبدیل ہوا۔ یہ

مورتی پوجا کی فکری بنیاد بنی۔

مہا کاوی دور۔رامائن ومہابھارت میں مورتی پوجا

تقریباً400 قبل مسیح سے 400 عیسوی تک)

مہا کاوی دور میں (رامائن ومہابھارت کے عہد میں) مورتی پوجا کا باقاعدہ چلن عام ہوگیا۔والمیکی رامائن میں شیولنگ، وشنو کی مورتیاں اور یگیہ کھنڈوں کے ساتھ دیوتا پوجا کے تذکرے ملتے ہیں۔

तत्र देवायतं दृष्ट्वा लि ङ्गं च स्थापनं तथा।

ترجمہ: ''وہاں دیوتا کا مندر اور لنگ کی ستھاپنا دیکھی''۔

(والمی کی رامائن، بالا کانڈ، سرگ 75، شلوک 17)

اسی طرح مہابھارت (انوشاسن پروا) میں مورتی پوجا کو''بھکتی یوگ'' کا ایک حصہ بتایا گیا ہے۔

پُرانک عہد (300-1000 عیسوی) مورتی پوجا کا پختہ نظام

یہی دور مورتی پوجا کے باضابطہ عروج کا ہے۔ پرانوں جیسے وشنو پران، شیو پران، دیوی بھاگوت پران میں ہر دیوتا کی مورت، مندر، منتر، پوجا وآرتی کی تفصیل دی گئی۔

अर्चायामेव हरये पूजां यः श्रद्धयेहिते।

न तद्भक्तेषु चान्येषु स भक्तः स्यान्मनोरथः॥

ترجمہ: ''جوشخص ہری کی مورتی میں پوجا کرتا ہے، وہ دراصل خود ہری کی پوجا کرتا ہے''۔(وشنو پران 6.5.47)

اسی دور میں مورتیوں کی دھات، پتھر، لکڑی سے ساخت اور مندر سنگھٹن (Temple Architecture) وجود میں آیا خاص طور پر گپت عہد (4th–6th Century CE) میں۔

فلسفیانہ توجیہ بھگوت گیتا اور پُرانوں کے مطابق

بعد میں بھگوت گیتا نے مورتی پوجا کو بھکتی یوگ کے حصے کے طور پر جائز قرار دیا:

क्लेशोऽधिकतरस्तेषामव्यक्तासक्तचेतसाम्।
अव्यक्ता हि गतिर्दुःखं देहवद्भिरवाप्यते॥

ترجمہ: ''جن کے ذہن غیر مرئی خدا سے وابستہ ہیں، ان کے لیے عبادت مشکل ہے''۔ (بھگوت گیتا، ادھیائے 12، شلوک 5)

وضاحت: گیتا کے مطابق عام انسان کو غیر مرئی ''برہمن'' کی عبادت میں مشکل ہوتی ہے، اس لیے مورتی اس کی ادھیاتمک توجہ کا آدھار (ذریعہ) بن سکتی ہے۔

بُدھ و جین اثرات

ابتدائی بدھ مت میں مورتی پوجا نہیں تھی، لیکن پہلی صدی قبل مسیح کے بعد بدھ کی مورتی (گندھارا و مَتھرا آرٹ) بننے لگیں۔ یہی رجحان ہندو مندر کلچر میں بھی داخل ہوا۔

The earliest Hindu image worship seems to have been influenced by the Buddhist and Jain image cults of the post-Mauryan period. (A.L. Basham, The Wonder That Was India, 1954, Page 312)

ترجمہ: ''ابتدائی ہندو مورتی پوجا بظاہر موریہ سلطنت کے بعد کے زمانے میں بدھ مت اور جین دھرم کے مورتی پوجا کے رجحانات سے متاثر ہوئی''۔

خلاصۂ بحث

ابتدائی ویدک دور (تقریباً 1500 تا 600 قبل مسیح) میں ہندو مذہب میں مورتی پوجا کا کوئی وجود نہیں تھا۔ اُس زمانے میں عبادت کا طریقہ یگیہ (قربانی)، منتر پاتھ اور فطری طاقتوں کی نذر و نیاز پر مبنی تھا۔ اندر، اگنی، ورن اور سوما جیسے دیوتا فطرت کی قوتوں

کے استعارے تھے جن کی کوئی مورت یا شکل نہیں بنائی جاتی تھی۔ اُس دور کا مذہب بنیادی طور پر ایک برتر اور یکتا حقیقت پر ایمان رکھتا تھا، یعنی سچائی ایک ہے مگر عقلمند لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔ اس طرح ویدک مذہب دراصل توحیدی رجحان کا حامل تھا، جس میں خدا کو غیر مرئی اور لاشکل مانا جاتا تھا۔

اُپنشدک دور تجریدی برہمن واد اور علامتی سوچ

ویدک دور کے بعد جب اُپنشدوں کا زمانہ آیا تو مذہب فلسفیانہ پہلو اختیار کر گیا۔ اس دور میں خدا کو برہمن کہا گیا جو لامحدود، بے شکل اور غیر مرئی حقیقت ہے۔ تاہم چونکہ عام انسان کے لیے اس تجریدی تصور کو سمجھنا آسان نہیں تھا، اس لیے لوگوں نے خدا کو کسی نہ کسی علامت یا صورت میں سوچنا شروع کیا تا کہ دھیان اور عبادت میں سہولت ہو۔

یہی وہ دور تھا جب ساکار اُپاسنا یعنی خدا کو شکل کے ساتھ پوجنے کا رجحان پیدا ہوا۔ یہ رجحان دراصل مورتی پوجا کے فکری آغاز کی بنیاد بنا، جہاں مورت کو خدا نہیں بلکہ خدا کی یاد اور دھیان کا وسیلہ سمجھا جانے لگا۔

رامائن و مہابھارت کا زمانہ اور مورتی پوجا کا عملی آغاز

مہاکاوی دور میں، جب رامائن اور مہابھارت جیسے گرنتھ لکھے گئے، مورتی پوجا عملی طور پر عام ہو چکی تھی۔ اس زمانے میں شیولنگ کی ستھاپنا، دیوتاؤں کے مندروں کی تعمیر، اور پوجا کی رسومات کا ذکر واضح طور پر ملتا ہے۔ عبادت کا انداز اب قربانیوں اور یگیہ تک محدود نہیں رہا بلکہ دیوی دیوتاؤں کی مورتوں کے سامنے بھکتی اور نذر و نیاز کا رواج عام ہوا۔ یہ دور دراصل اس تبدیلی کا مظہر تھا جس میں ہندو مذہب فلسفیانہ تجرید سے عوامی پوجا کی عملی صورت کی طرف بڑھا۔

پُرانک دور میں مورتی پوجا کا استحکام

پُرانک عہد میں مورتی پوجا نے ایک منظم اور مرکزی شکل اختیار کر لی۔ مختلف

پرانوں میں شیو، وشنو اور دیوی کی مورتیاں بنانے، مندروں کی تعمیر اور پوجا کے اصول و منتر بیان کیے گئے۔ اس دور میں مورتی پوجا نہ صرف عبادت کا ذریعہ بلکہ بھکتی یعنی عقیدت کا مظہر بن گئی۔ فلسفیانہ طور پر یہ مانا گیا کہ مورت خود خدا نہیں بلکہ خدا کے جلوے کا آدھار ہے۔ عوام کے لیے یہ ساکار روپ خدا کے دھیان کا آسان وسیلہ بن گیا، اور مندر ہندو سماج کے روحانی و ثقافتی مراکز بن گئے۔

بدھ و جین مت کا اثر

تاریخی اعتبار سے ہندو مورتی پوجا پر بدھ مت اور جین دھرم کے اثرات بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔ موریہ سلطنت کے بعد کے دور میں بدھ اور جین مذاہب نے اپنے گروؤں اور تیرتھنکروں کی مورتیاں بنانا شروع کیں۔

انہی روایات سے متاثر ہو کر ہندو مت میں بھی مورتی پوجا کی روایت مضبوط ہوئی۔ رفتہ رفتہ یہ روایت ہندو مذہب کا لازمی جزو بن گئی اور بھکتی یوگ کے تحت ایک روحانی اور عوامی عبادت کی شکل میں مستحکم ہوگئی۔

ہندو مذہب میں مورتی پوجا کی ابتدا کسی ایک وقت یا شخص سے منسوب نہیں، بلکہ یہ ایک طویل فکری اور ثقافتی ارتقاء کا نتیجہ ہے۔ ابتدا میں ویدک دور میں خدا کا تصور غیر مرئی اور لاشکل تھا، مگر جیسے جیسے مذہب عوامی سطح پر پھیلا، لوگوں نے اس تجریدی تصور کو سمجھنے اور محسوس کرنے کے لیے خدا کی علامتی صورتوں کا سہارا لیا۔

اُپنشدوں نے برہمن کی وحدت کو فلسفیانہ طور پر پیش کیا، رامائن و مہابھارت کے عہد میں یہ تصور عملی عبادت کی شکل میں ظاہر ہوا، اور پُرانک دور میں باقاعدہ نظام بن گیا۔ بعد میں بدھ اور جین روایات کے اثر سے مندر اور مورت کلچر مستحکم ہوا۔ یوں مورتی پوجا دراصل انسان کے اُس روحانی میلان کی علامت بن گئی جو خدا کو کسی قابلِ فہم اور محسوس شکل میں پانے کی کوشش کرتا ہے نہ کہ خدا کو پتھر میں محدود کرنے کی۔

مورتی پوجا اور جین دھرم تاریخی پس منظر

جین دھرم کی ابتدا مہاویر سوامی (تقریباً 6ویں صدی قبل مسیح) سے سمجھی جاتی ہے، جو موریہ عہد سے قبل برصغیر میں روحانی تحریک کے طور پر اُبھرا۔ جین فلسفہ خدا کے کسی شخصی وجود کو نہیں مانتا، بلکہ اس کا مرکز آتما (روح) اور کرم (اعمال) پر ہے۔ چونکہ جینی نظریے میں کوئی سرجنہار یا نجات دینے والا خدا نہیں، اس لیے جینی سنتوں اور مہاپُرشوں جنہیں تیرتھنکر (Tīrthaṅkara) کہا جاتا ہے کی روحانی کامیابی کو موکش (نجات) کا نمونہ سمجھا گیا۔ رفتہ رفتہ انہی تیرتھنکروں کی یاد اور احترام میں ان کی مورتیاں (Pratimā) بنائی جانے لگیں، اور یوں مورتی پوجا جین مذہب میں سب سے پہلے منظم طور پر شروع ہوئی۔

روحانی علامت سے پوجا تک

ابتدائی دور میں یہ مورتیاں صرف ا سمارک (یادگار) یا دھیان کا آدھار (Meditative Symbol) تھیں، مگر بعد میں یہ پوجا کے مرکز بن گئیں۔ جینیوں کے دو بڑے فرقے دیگمبر اور شویتیمبر دونوں نے تیرتھنکروں کی سنگی اور دھاتی مورتیاں بنائیں، جیسے گومتیشور باہوبلی (श्रवणबेलगोळा، کرناٹک) جو قدیم ترین جین مجسموں میں سے ہے۔ ان مورتوں کے سامنے پوجا، آرتی اور نذر و نیاز کا چلن شروع ہوا۔ یہی روایت بعد میں ہندو مذہب میں بھی داخل ہوئی، جہاں عام لوگوں نے اپنی بھکتی کے لیے خدا کی کسی ساکار شکل (مورتی) کا سہارا لینا شروع کیا۔

ویدک دھرم پر اثر اور تنقید

مورتی پوجا کا یہ رجحان رفتہ رفتہ ویدک دھرم کے ماننے والوں میں بھی پھیل گیا۔ چونکہ فلسفیانہ ''برہمن'' کا تصور عام عوام کے لیے سمجھنا مشکل تھا، اس لیے ہندوؤں نے بھی جینیوں کی طرح پرتیک (علامت) کی عبادت کو اپنایا۔ بعد کے برہمنوں نے اس کو مذہبی

نظام کا حصہ بنا دیا اور مندر و پوجا کو ایک معاشی مرکز کی صورت دی۔ اس عمل پر بعد کے ویدانتی اور اصلاحی مصلحین، جیسے آدی شنکر آچاریہ اور سوامی دیانند سرسوتی، نے تنقید کی کہ مورتی پوجا دراصل آدھیاتمک (روحانی) بیداری کے بجائے اندھی تقلید کی علامت بن گئی۔

(The Wonder That Was India, Page 312)
(Paul Dundas, The Jains, 2nd Ed. Routledge, London, 2002)
(Philosophies of India, Princeton University Press, Page 242-246)

جین دھرم میں مورتی پوجا کا فلسفیانہ تجزیہ

جین دھرم کی روحانی اساس ''آتما'' یعنی روح کی معرفت پر ہے۔ جینی عقیدہ یہ کہتا ہے کہ ہر جیو (مخلوق) میں ایک ازلی، غیر خالق مگر خود مختار روح موجود ہے جو کرموں کے بندھن کی وجہ سے جنم اور مرن کے چکر میں پھنس گئی ہے۔ نجات (موکش) اسی وقت ممکن ہے جب انسان اپنی روح کو پاک کرے اور کرموں کے اثر سے آزاد ہو جائے۔ اس نجات کا راستہ دھیان (مراقبہ)، تپسیا (ریاضت) اور سمیگ درشن (صحیح ادراک) سے ہو کر گزرتا ہے۔ اس لیے مہاویر سوامی نے خدا یا دیوتا کی پوجا کو نہیں بلکہ خود اپنی آتما کی پہچان کو اہم قرار دیا۔

مورتی دھیان کا وسیلہ، خدا کا متبادل نہیں

ابتدائی جین سنتوں کے نزدیک مورت یا مجسمہ ''پوجا'' کے لیے نہیں بلکہ ''دھیان'' کے لیے تھا۔ وہ مورت کو تیرتھنکر کے روحانی کمال کی یاد دہانی سمجھتے تھے، تاکہ پوجاری اپنی روح میں بھی اسی حالت کو جگا سکے۔ یعنی مورت کو پرتیک (علامت) مانا گیا، نہ کہ پوجا کا مقصد۔ مگر وقت کے ساتھ جب عوامی سطح پر مذہب کا اثر بڑھا، تو یہ علامتی دھیان آستھا پوجا (عقیدت پرستی) میں بدل گیا۔ تیرتھنکروں کی مورتیوں کے سامنے پھول، دیپ اور نذر پیش کرنے کا چلن شروع ہوا اور یوں آتما دھیان رفتہ رفتہ آتما پوجا کی صورت اختیار کر گیا۔

جین فلسفے کی داخلی کشمکش گیان اور رسومات

جین آچاریوں نے بعد کے زمانوں میں اس تبدیلی پر تنقید بھی کی۔ ان کے

مطابق مورتی پوجا دراصل اندرونی گیان (Antarjñāna) سے دوری کا نتیجہ تھی۔ مہاویر سوامی کا پیغام آتما کی آزادی اور گیان کے اجالے کا تھا، مگر بعد کے صدیوں میں مذہب نے بیرونی مظاہر کو زیادہ اہمیت دی۔ جین دھرم میں یہ کشمکش آج تک موجود ہے ایک طرف وہ مورت کو ''روحانیت کی علامت'' کہتے ہیں، اور دوسری طرف عام جینی اسے ''پوجا کے آدھار'' کے طور پر اپنائے ہوئے ہیں۔

ہندو دھرم پر اثر فلسفے سے بھکتی تک

یہی رجحان بعد میں ہندو مذہب میں بھی منتقل ہوا۔ جہاں ویدک آدرش برہمن کی غیر مرئی وحدت پر تھا، وہاں عوامی مذہب نے مورتی پوجا کو روحانی سہارا مانا۔ ہندو بھکتی یوگ نے اسے مزید وسعت دی اور اسے خدا سے ذاتی تعلق کا وسیلہ بنا دیا۔ اس طرح جین دھرم کی آتما پوجا اور ہندو دھرم کی بھگتی پوجا ایک ہی انسانی میلان کی دو مختلف شکلیں بن گئیں خدا کو محسوس اور قریب پانے کی جستجو۔

(S.Radhakrishnan, Indian Philosophy, Vol. I, 1923)
(Hermann Jacobi, Jaina Sutras, Oxford, 1884)
(Padmanabh Jaini, The Jaina Path of Purification, University of California press, 1979)

مورتی پوجا اور بدھ مت کا تاریخی وفکری پس منظر

بدھ مت کی بنیاد سدھارتھ گوتم (بدھ) نے چھٹی صدی قبلِ مسیح میں رکھی۔ ابتدائی بدھ مت میں کسی خدا، دیوتا یا مورتی پوجا کا تصور موجود نہیں تھا۔ بدھ نے نروان (نجات) کو کسی الٰہی وسیلے سے نہیں، بلکہ انسان کے اپنے گیان، سیلا (اخلاق)، اور دھیان (مراقبہ) سے وابستہ کیا۔ ابتدائی سنگھ (راہب جماعتیں) بدھ کو کسی خدا کے بجائے ایک اُستاد یا گیانی انسان مانتی تھیں، اس لیے ان کی تصویر یا مورت بنانا غیر ضروری سمجھا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے موریہ عہد کے اشوک استوپوں میں بدھ کو کبھی بھی انسانی شکل میں نہیں دکھایا گیا بلکہ ان کی

علامتیں (خالی سنگھاسن، دھرم چکر، پیروں کے نشان وغیرہ) پوجا کی علامت بن گئیں۔

In the earliest Buddhist art, the Budhha was represented only by symbols such as the Bodhi tree, the empty throne, or the wheel of law. *(Ananda K. Coomaraswamy, History of Indian and Indonesian Art, Dover Publications, Page 57)*

ترجمہ: ابتدائی بدھ مت کے فن میں بدھ کو صرف علامتوں کے ذریعے ظاہر کیا جاتا تھا، جیسے بودھی درخت، خالی تخت، یا دھرم کے پہیے کے ذریعے۔

بدھ کی مورت کا ظہور اور پوجا کا آغاز

بدھ کی وفات کے تقریباً پانچ سو سال بعد، پوسٹ موریہ دور (1st Century BCE – 1st Century CE) میں بدھ مت میں ایک نمایاں تبدیلی آئی۔ گندھارا (موجودہ پاکستان-افغانستان) اور متھرا (بھارت) کے علاقوں میں بدھ کی انسانی شکل میں مورتیاں بنائی جانے لگیں۔

یہ فنونِ لطیفہ یونانی اور ایرانی مجسمہ سازی سے متاثر تھے بدھ کو یونانی چہرے، گھنگھریالے بال اور لمبا چغہ پہنائے دکھایا گیا۔ یہی وہ دور تھا جب مہایان بدھ مت نے بدھ کو محض استاد نہیں بلکہ ایک الٰہی نجات دہندہ (Bodhisattva) ماننا شروع کیا۔ اسی تصور سے مورتی پوجا، بدھ وِہار (مندروں)، اور بھکتی رسومات کی ابتدا ہوئی۔

The earliest Buddhist image worship seems to have appeared during the post-Mauryan period under Greco-Indian artistic influence. *(A.L. Basham, The Wonder That Was India, Page 312)*

ترجمہ: ابتدائی بدھ مت میں مورتی پوجا غالباً موریہ سلطنت کے بعد کے دور میں، یونانی اور بھارتی فنونِ لطیفہ کے باہمی اثر کے تحت وجود میں آئی۔

بدھ مت کے اثر سے ہندو مذہب میں مورتی پوجا

جب بدھ مت میں بدھ کی مورتی پوجا عام ہوئی، تو یہی رجحان رفتہ رفتہ ہندو مذہب میں بھی سرایت کر گیا۔ چونکہ بدھ مت اور ویدک دھرم صدیوں تک ایک ہی جغرافیائی و ثقافتی ماحول میں رہے، اس لیے دونوں کے مذہبی طریقوں میں ادلی بدلی (Cultural Exchange) ہوئی۔ ہندوؤں نے بدھ و جین روایات سے متاثر ہو کر دیوتاؤں کی مورتیاں اور مندروں کا نظام اپنایا۔ اے۔ ایل۔ بشم کے مطابق، ابتدائی ہندو مورتی پوجا بدھ مت اور جین مت کے مورتی کلٹس سے متاثر تھی۔ یوں فلسفیانہ ''برہمن واد'' عوامی سطح پر ''ساکار بھکتی واد'' میں بدل گیا، جہاں خدا کو مورت کی صورت میں پوجا جانے لگا۔

> The earliest Hindu image worship seems to have been influenced by the Buddhist and Jain image cults of the post-Mauryan period. *(A.L. Basham, The Wonder That Was India, 1954, Page 312)*

ترجمہ: ابتدائی ہندو مورتی پوجا بظاہر موریہ سلطنت کے بعد کے دور میں بدھ مت اور جین مت کی مورتی پوجا کی روایتوں سے متاثر ہو کر وجود میں آئی۔

خلاصہ: ابتدائی بدھ مت میں عبادت کا مقصد کسی دیوتا یا مورتی کی پوجا نہیں بلکہ اندرونی گیان، دھیان (مراقبہ) اور نروان (نجات) کے حصول پر مرکوز تھا۔ بدھ نے واضح طور پر کہا کہ نجات کسی خالق خدا کی عبادت سے نہیں، بلکہ اپنے اندر کے ''دُکھ'' کو سمجھنے اور کرموں سے آزادی پانے سے حاصل ہوتی ہے۔

چنانچہ ابتدائی بدھ مت میں بدھ کو صرف ایک بیدار انسان (Enlightened Being) کے طور پر مانا گیا، نہ کہ کسی الٰہی ہستی کے طور پر۔ اسی لیے اُس وقت بدھ کی کوئی مورتی نہیں بنائی جاتی تھی صرف ان کی موجودگی کو علامتوں (Symbols) کے ذریعے ظاہر کیا جاتا تھا، جیسے دھرم چکر (دھرم کا پہیہ)، بودی ورِکش (گیان کا درخت)، یا پیروں کے

نشان۔ یہ علامتیں روحانی ارتکاز کا وسیلہ تھیں، پوجا کا مرکز نہیں۔

تاہم وقت گزرنے کے ساتھ بدھ مت عوامی مذہب کی صورت اختیار کرتا گیا۔ عام لوگوں کے لیے یہ تجریدی (Abstract) فلسفہ مشکل تھا وہ کسی ایسی ہستی کو پوجنا چاہتے تھے جس سے جذباتی وابستگی پیدا ہو سکے۔ اسی ضرورت نے بدھ کو ایک روحانی منجی (Savior) اور کروڑوں عقیدت مندوں کے لائقِ پرستش گرو کے طور پر پیش کیا۔ یہی وہ مرحلہ تھا جب بدھ کی انسانی شکل میں مورتی سازی شروع ہوئی۔ گندھارا اور متھرا کی بدھ مورتیاں دراصل انسان کی اُس فطری خواہش کا نتیجہ تھیں جس کے ذریعے وہ خدا یا روحانیت کو "دیکھنے اور محسوس کرنے" کے قابل بنانا چاہتا تھا۔ بدھ کی مورتیاں اب صرف فلسفے کی علامت نہیں رہیں، بلکہ عقیدت اور عبادت کی مرکز بن گئیں۔

یہی رجحان آگے چل کر ہندو مذہب میں مورتی پوجا کے ارتقاء پر بھی اثر انداز ہوا۔ ویدک فلسفہ اگرچہ "برہمن" کی غیر مرئی وحدت پر قائم تھا، مگر عوامی عقیدت کے لیے اس تصور کو سمجھنا مشکل تھا۔

بدھ مت میں مورتی پوجا کے چلن نے ہندوؤں کے لیے ایک راستہ کھول دیا کہ وہ بھی خدا کو "ساکار روپ" میں دیکھ کر اس کی پوجا کر سکیں۔ یوں ہندو دھرم میں دیوتاؤں کی مورتیاں، مندروں کی تعمیر اور بھکتی یوگ کی رسومات مضبوط ہوئیں۔ اس طرح بدھ مت نے روحانیت (گیان) اور عقیدت (بھکتی) کے درمیان ایک پل کا کردار ادا کیا جہاں دھیان نے عبادت کی صورت اختیار کی، اور فلسفہ پوجا میں ڈھل گیا۔

یہ تبدیلی صرف مذہبی عمل نہیں بلکہ انسانی فطرت کی نفسیاتی ضرورت کا بھی مظہر تھی انسان ہمیشہ اُس کو پوجنا چاہتا ہے جسے وہ دیکھ سکے، چھو سکے، اور جس سے محبت کا رشتہ قائم کر سکے۔ بدھ مت کی مورتی پوجا اسی انسانی میلان کی روحانی اور ثقافتی تعبیر تھی، جس نے بعد میں پورے بھارتی دھرموں ہندو، جین، اور مہایان بدھ مت میں مذہبی عبادت کا نیا باب کھول دیا۔

بَہُدِ یَو واد (बहुदेववाद) یعنی بہت سے خداؤں کا تصور

ہندو مذہب میں بَہُدِ یَو واد (बहुदेववाद) یعنی ''کئی خداؤں پر ایمان'' کا تصور دراصل ویدک فلسفۂ توحید کی بعد کی عوامی تعبیر ہے۔ ابتدائی رِگ وید عہد میں خدا کو ایک ہی برتر حقیقت کے طور پر مانا گیا ہے، مگر اس کی مختلف صفات و مظاہر کو الگ الگ نام دیے گئے۔ بعد کے ادوار میں عوام نے ان ''صفاتِ خدا'' کو الگ الگ دیوی۔ دیوتاؤں کی صورت میں مان کر ان کی پوجا شروع کر دی۔ اس طرح خدا کی وحدت صفاتی کثرت میں تقسیم ہو گئی۔ اسی بنیاد پر بعد کے زمانے میں ''تین مورتیوں'' برہما، وشنو، مہیش (شیو) کا نظریہ سامنے آیا:

برہما (ब्रह्मा) تخلیق کرنے والا (सृष्टि करने वाला)

وشنو (विष्णु) پرورش کرنے والا (पालन करने वाला)

مہیش/شیو (शिव/महेश) فنا کرنے والا (संहार करने वाला)

یہ تینوں دراصل ایک ہی ''ایشور'' کے مختلف صفات یا فعلی پہلو ہیں، مگر عوامی عقیدت میں یہ الگ الگ دیوتا بن گئے۔

ویدک توحید کا اصل پیغام

رِگ وید، منڈل 1، سوکت 164، منتر 46 میں واضح اعلان ہے کہ حقیقت ایک ہی ہے، مگر دانا لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔

एकोम् सत् विप्रा बहुधा वदन्ति ।

अग्निं यमं मातरिश्वानमाहुः ॥

ترجمہ: سچائی ایک ہی ہے، مگر عقلمند لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں
کوئی اسے اگنی کہتا ہے، کوئی یم، اور کوئی ماترِشوا (ہوا یا وائیو) کہتا ہے۔

یہ منتر اس بات کی کھلی دلیل ہے کہ ویدک مذہب میں خدا ایک ہی تھا، مگر اس کے

مختلف پہلوؤں کو سمجھانے کے لیے کئی نام اور صفات استعمال کی گئیں۔ بعد میں انہی ناموں نے الگ الگ ''دیوتاؤں'' کی شکل اختیار کر لی۔

ایک ہی خدا کی مختلف صفات (اگنی، اندر، وشنو، برہما، شیو)

رِگ وید، منڈل 2، سوکت 1، منتر 3 تا 11 میں خدا کی مختلف صفات کو الگ الگ ناموں سے یاد کیا گیا ہے۔ ایک مقام پر خدا کو اگنی (روشنی و توانائی)، دوسرے پر وشنو (ہمہ گیر)، تیسرے پر برہما (خالق علم)، اور چوتھے پر شیو (اتہاسک طور پر شُبھ، یعنی نیک) کہا گیا۔ مثلاً:

त्वं अग्ने इन्द्रो वृषभः सता मसि।
त्वं विष्णुरुरुगायो नमस्यः।
त्वं ब्रह्मा रयिवद् ब्रह्मणस्पते।
त्वं धर्माणि प्रथमान्याहुः॥

ترجمہ: اے اگنی! تم ہی وہ اندر ہو جو نیک لوگوں کی آرزوئیں پوری کرتا ہے، تم ہی عبادت کے لائق وشنو ہو، تم ہی برہما اور برہمنسپتی (علم کے مالک) ہو، تم ہی وہ ہو جسے لوگ دھرم کا سرچشمہ کہتے ہیں۔

وضاحت: یہ شلوک صریح ثبوت ہے کہ ویدک عہد میں تمام دیوتاؤں کو ایک ہی ''ایشور'' کے مختلف نام یا صفات کے طور پر مانا جاتا تھا۔ بعد کے دور میں جب فلسفہ کمزور اور رسومات غالب ہوئیں، تو عوام نے ان صفاتی ناموں کو الگ الگ دیوتا سمجھ کر پوجنا شروع کر دیا۔

صفاتی وحدت سے کثرتِ دیوتا تک (33 کروڑ دیوتا کا عقیدہ)

ویدک متنوں میں 33 دیوتاؤں (त्रयस्त्रिंशत् देवाः) کا ذکر ملتا ہے جنہیں بعد کے پُرانک دور میں عوامی تصور کے تحت ''33 کروڑ دیوی دیوتا'' میں بدل دیا گیا۔ یہ دراصل عددی حقیقت نہیں، بلکہ لامحدود صفاتِ خدا کی علامت ہے۔ یعنی خدا کی قدرت، روشنی،

رحم، علم، فنا، رزق وغیرہ جیسے صفات کو الگ الگ صورتوں میں مجسم کر دیا گیا۔ پھر آہستہ آہستہ توحیدِ صفاتی سے شرکِ تمثیلی (Symbolic Polytheism) پیدا ہوا۔

ویدک دور میں اصل تعداد ''33 دیوتا'' (त्रयस्त्रिंशत् देवा:)

ویدوں میں ''33 دیوتا'' کا ذکر صاف طور پر موجود ہے، نہ کہ 33 کروڑ کا۔ یہ 33 دیوتا تین گروہوں میں بیان ہوئے ہیں: 8 واسو، 11 رودر، 12 آدتیہ + اندرا + پراجاپتی = 33

ते त्रयस्त्रिंशद् एव देवाः।

अष्टौ वसवः, एकादश रुद्राः, द्वादश आदित्या, इन्द्रः, प्रजापतिः॥

ترجمہ: ''دیوتاؤں کی تعداد 33 ہے: 8 واسو، 11 رودر، 12 آدتیہ، اور ان کے ساتھ اندرا اور پراجاپتی''۔ (برہدارنیک اُپنشد (बृहदारण्यक उपनिषद्) 3.9.1)

رِگ وید میں 33 دیوتاؤں کا ذکر

رگ وید بھی واضح طور پر 33 دیوتاؤں کی دانائی کا ذکر کرتا ہے۔

तये त्रिंशतिं त्रयश्च देवा देवासो अग्रुवन्।

अग्निं तव तद्वातं तदादित्यासोऽधुक्षन्त॥

ترجمہ: وہ تینتیس (33) دیوتا، جنہوں نے اپنی صفات کو (پروردگار کے حکم سے) ظاہر کیا ہے، وہ سب مل کر اس ایک اگنی (توانائی کے منبع) اور اس کی وسعتوں کو تسلیم کرتے ہیں اور اسی کی پرستش کرتے ہیں۔ (رگ وید کے منڈل 1، سوکت 139، منتر 11)

نوٹ: یہ شلوک عشونوں کے بارے میں ہے جہاں 33 دیوتاؤں کا ذکر مجموعی طور پر آتا ہے۔

33 کروڑ دیوتا پُرانوں کے بعد کا عوامی تصور

ویدوں میں کہیں بھی '' 33 کروڑ'' (330 Million) دیوتا نہیں لکھا۔ یہ غلط

فہمی'':' त्रयस्त्रिंशत् देवा:' (تریاسترِمشَت دیواہ) یعنی 33 دیوتا سے پیدا ہوئی۔ بعد کے پُرانک دور میں عوام نے اسے ''تریاسی کروڑ'' سمجھ لیا، اور یوں 33 کروڑ دیوتا کا عقیدہ پھیل گیا۔ اصل میں یہ ویدک صفاتِ الٰہی کی کثرت ہے ہر صفت کو ایک الگ نام یا شخصیت سمجھ لیا گیا، مثلاً: طاقت اندر، روشنی اگنی، ہوا وائیو، علم برہسپتی وغیرہ۔ مگر ویدک نظریہ کہتا ہے: یہ سب ایک ہی پرمیشور کی صفات ہیں شخصیتیں نہیں۔

جدید ہندو مصلحین کی تعبیر

مشہور ویدک مفسر پنڈت شری رام شرما آچاریہ نے اپنے رسالے اکھنڈ جیوتی (جولائی 1985ء، ص 161) میں واضح طور پر لکھا:

''یہ تمام نام دراصل خدا کی صفاتی پہچان ہیں۔ یہ کوئی الگ دیوتا نہیں، بلکہ ایک ہی پرمیشور کے مختلف روپ یا گُن ہیں۔ انہیں الگ ہستی سمجھنا جہالت ہے، اور اسے چھوڑ دینا ہی آدھیاتمک بیداری کی نشانی ہے''۔

یعنی ویدوں میں جن ناموں کا ذکر ہے، وہ سب صفاتِ الٰہی کے استعارے ہیں، نہ کہ جداگانہ خداؤں کے نام۔ بدقسمتی سے بعد کے زمانوں میں برہمنوں نے انہی صفاتی ناموں کو الگ الگ دیوی دیوتا بنا دیا اور مورتی پوجا و مندر کلچر کے ذریعے اسے مذہبی رسم بنا لیا۔

خلاصہ:

ویدک دھرم کی اصل تعلیم یہ تھی کہ کائنات کا خالق و نگران ایک ہی ایشور ہے، جس کی مختلف صفات اور طاقتوں کو سمجھانے کے لیے 33 نام یا دیوتا بیان کیے گئے۔ یہ 33 دیوتا دراصل فطری قوتوں اور الٰہی صفات کی تمثیلی علامتیں تھے جیسے روشنی (اگنی)، ہوا (وایو)، عدل (یم)، طاقت (اندرا)، علم (برہسپتی) وغیرہ۔

اسی لیے ویدک نصوص نے ہمیشہ واضح کیا کہ ''سچائی ایک ہے، مگر دانا اسے مختلف

ناموں سے پکارتے ہیں''۔ یعنی یہ تمام نام ایک ہی خدا کے گُنوں کی وضاحت کے لیے تھے، نہ کہ الگ الگ خداؤں کے وجود کا اعلان۔

بعد کے صدیوں میں جب ویدک زبان سے عوام کا تعلق کمزور ہوا، تو اصل لفظ ''تریاسترِ مشت'' (33) کو غلط فہمی سے ''33 کروڑ'' سمجھ لیا گیا۔ اس کے نتیجے میں صفاتی نام الگ الگ دیوتا تصور ہونے لگے، ان کی مورتیاں بنیں، اور پُرانک دور میں مورتی پوجا عام ہوگئی۔ یوں ابتدا میں جو محض علامتی صفات تھیں، وہ عوامی مذہب میں کثرتِ دیوتا (Polytheism) کی شکل اختیار کر گئیں، حالانکہ ویدک فلسفہ ایک ہی ایشور کی وحدت اور اس کی بے شمار صفات کو مانتا تھا۔ اس طرح توحیدِ صفاتی رفتہ رفتہ عوامی عقیدے میں کئی دیوتاؤں کے تصور میں بدل گئی، جو اصل ویدک تعلیم سے انحراف تھا۔

ہندو دھرم میں توحید جیسا تصور

ہندو دھرم میں توحید (Oneness of God) کا تصور بنیادی، قدیم اور ویدک تعلیمات کی اصل روح ہے۔ ویدوں میں خدا کو 'ایکم ست' کہا گیا ہے، یعنی ''سچائی ایک ہی ہے''، اگرچہ لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔ ویدک رشی خدا کو لاشکل، بے رنگ، ابدی، ازلی اور واحد طاقت مانتے ہیں جو کائنات کی تخلیق، پرورش اور نظام کی اصل بنیاد ہے۔ رِگ وید کے مطابق خدا ہر جگہ حاضر و ناظر ہے، مگر کسی شکل میں محدود نہیں وہ نہ پیدا ہوتا ہے، نہ فنا ہوتا ہے، نہ تقسیم ہوتا ہے۔

اُپنشدوں میں اسی وحدت کو ''برہمن'' کہا گیا ہے، جو ہر شے میں موجود وہی ایک حقیقتِ مطلق ہے: ''سروَم کھلو اِدم برہما'' یعنی ''جو کچھ ہے، وہ سب برہمن ہی ہے''۔ سناتن دھرم کی اصل فلسفیانہ بنیاد یہ ہے کہ ساری کائنات ایک ہی حقیقت کا ظہور ہے، اور انسان کی روح (آتما) اسی واحد حقیقت کی چنگاری ہے۔ بعد کے زمانوں میں

صفاتی نام جیسے وشنو، شیو، اگنی، اندر جیسے الفاظ اسی ایک خدا کی طاقتوں، صفات یا مظاہر کے تمثیلی نام تھے، مگر عوامی دور میں یہی صفات الگ دیوتا سمجھی جانے لگیں۔

اس کے باوجود اپنشد، ویدانت، گیان یوگ اور بھگوت گیتا مسلسل اس بات پر زور دیتے ہیں کہ خدا ایک، بے مثل، سب کا خالق اور تمام دیوی دیوتاؤں کا سرچشمہ ہے، اور سچا گیان اسی وحدت کے ادراک سے حاصل ہوتا ہے۔ یوں ہندو دھرم کی اصل اور عمیق ترین تعلیم توحیدِ مطلق ہی ہے۔

۱۔ وہ ایک ہی ہے، اسی کی حمد کرو

एष एक एव स्तुत्यः।

ترجمہ: وہ ایک ہی ہے، اسی کی تعریف وحمد کرو۔ (رِگ وید منڈل 6، سوکت 45، منتر 16)

۲۔ وہی زمین وآسمان کو تھامنے والا ہے

हिरण्यगर्भः समवर्ततताग्रे
भूतस्य जातः पतिरेक आसीत्।
स दाधार पृथिवीं द्यामुतेमां
कस्मै देवाय हविषा विधेम॥

ترجمہ: ابتدا میں سنہری جنم والا (خالق) ظاہر ہوا؛ وہ تمام مخلوقات کا اکیلا مالک تھا۔ اسی نے زمین اور آسمان کو سنبھالا ہے۔ ہم کس دیوتا کو قربانی (عبادت) پیش کریں؟۔ (رِگ وید منڈل 10، سوکت 121، منتر 1)

۳۔ تمام ستارے اور چاند اسی کے قبضے میں ہیں

तस्याम् सर्वाणि नक्षत्राणि
वशे चन्द्रमसः सह।

ترجمہ: چاند سمیت تمام ستارے اسی کے قبضۂ قدرت میں ہیں۔
(اتھروید کانڈ 13، سوکت 4، منتر 29)

۴۔ایک ہی ایشور عبادت کے لائق ہے

दिव्यो गन्धर्वो भुवनस्य यस्पतिरेक एव नमस्यो विक्ष्वीड्यः।
तं त्वा यौमि ब्रह्मणा दिव्य देव नमस्ते अस्तु दिवि ते सधस्थम्॥

ترجمہ: وہ الٰہی ہستی، جو تمام جہانوں کا مالک و پروردگار ہے، وہی ایک عبادت اور تعظیم کے لائق ہے اور تمام لوگوں کی طرف سے قابلِ ستائش ہے۔ اے آسمانی معبود! میں برہمن (دعاومناجات) کے ذریعے تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تجھے سلام ہو، تیرا مقام بلند آسمانوں میں ہے۔

(اتھروید(अथर्ववेद)، کانڈ2، سوکت2، منتر1)

۵۔خدا نہ لکڑی میں ہے، نہ پتھر میں، نہ مٹی کی مورتی میں

न काष्ठे वदते देवो
न पाषाणे न मृन्मये।
भावे हि वदते देवः
तस्माद् भावो हि कारणम्॥

ترجمہ: خدا نہ لکڑی میں ہے، نہ پتھر میں اور نہ ہی مٹی کی بنی مورتی میں۔خدا تو احساس میں موجود ہے؛ جہاں دل میں احساس کرو، وہیں پرمیشور کو پاؤ گے۔

(گرڑ پران دھرم کانڈ، ادھیائے37، شلوک13)

رِگ وید کے مطابق خالق کی وحدانیت

एकं सद् विप्रा बहुधा वदन्ति।

ترجمہ: وہ (سچائی/ خدا) ایک ہی ہے، مگر دانا لوگ اسے مختلف ناموں سے پکارتے ہیں۔(رِگ وید1.164.46)

ईको देवानां जगतः पिता……

ترجمہ: وہ ایک ہی ہے تمام جہانوں کا باپ (خالق)۔(رِگ وید6.45.16)

یجُر وید کے مطابق

न तस्य प्रतिमा अस्ति

ترجمہ: اس (ایشور) کی کوئی تمثال (شکل، تصویر، مجسمہ) نہیں۔

(یجر وید، ادھیائے 32، منتر 3)

स पर्यगाच्छुक्रमकायमव्रण-मस्नाविरं शुद्धमपापविद्धम्।
कविर्मनीषी परिभूः स्वयम्भू-र्याथातथ्यतोऽर्थान्व्यदधाच्छाश्वतीभ्यः समाभ्यः॥

ترجمہ: وہ (خدا) ہر جگہ موجود ہے، وہ نورانی اور مادی جسم سے پاک ہے، وہ ہر قسم کے نقائص، زخموں اور عضویاتی ساخت سے مبرا ہے۔ وہ خالص ہے اور گناہوں یا برائیوں کے اثر سے مکمل محفوظ ہے۔ وہ سب کچھ جاننے والا (علیم)، دانشمند، سب پر محیط اور خود سے ظاہر ہونے والا (خود قائم بالذات) ہے۔ اس نے ابدی وقت کے آغاز سے ہی تمام چیزوں کو ان کے فطری قوانین کے مطابق ترتیب دیا ہے۔ (یجر وید، ادھیائے 40، منتر 8)

एको देवः सर्वभूतेषु गूढः सर्वव्यापी सर्वभूतान्तरात्मा।

ترجمہ: وہ ایک ہی خدا ہے جو تمام مخلوقات میں پوشیدہ طور پر موجود ہے، وہ ہر جگہ محیط ہے اور تمام جانداروں کی روح کے اندر بستا ہے۔ (شویتاشوترا اپنشد، باب 6، منتر 11)

एक एवाग्रे नान्यद्वस्तु किञ्चन।

ترجمہ: ابتدا میں صرف ایک ہی تھا، اس کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

(اتھر وید، کینڈ 13، سکت 4، منتر 16)

एको असौ महतो महीयान्

ترجمہ: وہ ایک ہی ہے، اور تمام عظمتوں سے بڑھ کر عظیم۔

(اتھر وید، کینڈ 10، سکت 8، منتر 1)

سام وید کے مطابق

एको देवो न मर्त्याय तस्थे।

ترجمہ: ایک ہی دیو (خالق) ہے جو فنا ہونے والوں (مخلوق) کے لئے قائم ہے (سنبھالتا ہے)۔ (سام وید، سمہتا، اترارچک، منتر 263)

اوپنشد کے مطابق

न तस्य कश्चित् जन्म न कारणम् न च तत्समः।

ترجمہ: اس کا کوئی جنم نہیں، نہ کوئی اس کا سبب ہے، اور نہ کوئی اس جیسا (برابر) ہے۔ (شوتاشوتر اُپنشد 6.9)

एको देवः सर्वभूतेषु गूढः

ترجمہ: وہ ایک ہی دیو ہے، تمام مخلوقات میں پوشیدہ، سب کا سنبھالنے والا اور نگران۔ (شوتاشوتر اُپنشد 3.2)

अदृष्टमव्यवहार्यमग्राह्यमलक्षणमचिन्त्यमव्यपदेश्यमेकात्मप्रत्ययसारं
प्रपञ्चोपशमं शान्तं शिवमद्वैतं चतुर्थं मन्यन्ते स आत्मा स विज्ञेयः॥

ترجمہ: وہ (حقیقت) ناقابلِ دید، ناقابلِ بیان، ناقابلِ ادراک، حواس سے ماورا، ہر تصور سے بالاتر، سکونِ مطلق، سراسر پاک، اور وحدتِ محض ہے، جسے توریہ (چوتھی حالت) کہا جاتا ہے اور وہی اصل آتما ہے جسے جاننا لازمی ہے۔
(مندوکیہ اُپنشد، منتر 7)

एकमेवाद्वितीयम्

ترجمہ: وہ ایک ہی ہے اور دوسرا کوئی نہیں۔ (چھاندوگیہ اُپنشد 6.2.1)

بھگوت گیتا کے مطابق توحید (एक ईश्वरवाद)

मत्तः परतरं नान्यत्किञ्चिदस्ति धनञ्जय।

ترجمہ: اے دھننجے! مجھ (خدا) سے بڑھ کر کوئی دوسری ہستی نہیں ہے۔ میری ہی مٹھی میں یہ سارا عالم پرویا ہوا ہے۔ (بھگوت گیتا، باب7، شلوک7)

अहमात्मा गुडाकेश सर्वभूताशयस्थितः।

ترجمہ: اے اَرجُن! میں ہر جاندار کے دل میں موجود 'آتما' ہوں ساری مخلوق کا اصل سرچشمہ بھی میں ہی ہوں۔ (بھگوت گیتا، باب10، شلوک20)

पिताहमस्य जगतो माता धाता पितामहः।

ترجمہ: میں ہی اس جہان کا باپ، ماں، سہارا اور شروع کرنے والا ہوں۔ (بھگوت گیتا، باب9، شلوک17)۔۔۔۔۔(یعنی کائنات کی ساری اصل ایک ہی ذات ہے)۔

अनन्याश्चिन्तयन्तो मां ये जनाः पर्युपासते।

तेषां नित्याभियुक्तानां योगक्षेमं वहाम्यहम्॥

ترجمہ: جو لوگ کسی اور کو نہیں بلکہ صرف مجھے یاد رکھتے ہوئے میری عبادت میں لگے رہتے ہیں اور ہر وقت مجھ سے جڑے رہتے ہیں، ان کی (ضروریاتِ زندگی) مہیا کرنے اور ان کی حفاظت کرنے کا ذمہ میں خود لیتا ہوں۔

(بھگوت گیتا، باب9، شلوک22)

ईश्वरः सर्वभूतानां हृद्देशेऽर्जुन तिष्ठति।

भ्रामयन्सर्वभूतानि यन्त्रारूढानि मायया॥

ترجمہ: اے ارجن! وہ ایشور (خدا) ہر مخلوق کے دل (باطن) میں موجود ہے اور وہ اپنی قدرتِ کاملہ (مایا) سے تمام مخلوقات کو (یوں) حرکت میں لاتا ہے جیسے کوئی (مشین یا) سواری پر بیٹھا ہوا ہو۔ (بھگوت گیتا، باب18، شلوک61)

بھگوت گیتا میں شرک کی تردید

कामैस्तैस्तैर्हृतज्ञानाः प्रपद्यन्तेऽन्यदेवताः।

तं तं नियममास्थाय प्रकृत्या नियताः स्वया॥

ترجمہ: جولوگ اپنی مختلف خواہشات کی وجہ سے اپنی اصل بصیرت کھو چکے ہیں، وہ اپنی فطرت کے مطابق ان خواہشات کے حصول کے لیے دوسرے دیوتاؤں (یا فانی طاقتوں) کی پوجا کرتے ہیں۔ (بھگوت گیتا، باب 7، شلوک 20)

یعنی دیوتا پرستی خواہش کا نتیجہ ہے، حقیقت نہیں ہے۔

यो यो यां यां तनुं भक्तः श्रद्धयार्चितुमिच्छति।
तस्य तस्याचलां श्रद्धां तामेव विदधाम्यहम्॥

ترجمہ: جوعقیدت مند جس بھی (دیوتا) کے روپ کی پوجا عقیدت سے کرنا چاہتا ہے، میں ہی اس کے لیے اس دیوتا کے تئیں اس کی عقیدت کو اٹل (مضبوط) کر دیتا ہوں۔ (بھگوت گیتا، باب 7، شلوک 21)

अन्तवत्तु फलं तेषां तद्भवत्यल्पमेधसाम्।
देवान्देवयजो यान्ति मद्भक्ता यान्ति मामपि॥

ترجمہ: لیکن ان کم فہم لوگوں کو ملنے والا پھل عارضی اور ختم ہونے والا ہوتا ہے۔ دیوتاؤں کے پجاری دیوتاؤں (عارضی منزلوں) تک پہنچتے ہیں، لیکن میرے خالص عقیدت مند (براہِ راست) مجھ تک ہی پہنچتے ہیں۔
(بھگوت گیتا، باب 7، شلوک 23)

येऽप्यन्यदेवताभक्ता यजन्ते श्रद्धयान्विताः।
तेऽपि मामेव यजन्ति अविधिपूर्वकम्॥

ترجمہ: جولوگ عقیدت کے ساتھ دوسرے دیوتاؤں کی پوجا کرتے ہیں وہ بھی حقیقت میں مجھی کی پوجا کرتے ہیں، مگر (یہ عمل) قاعدے کے خلاف (یا غلط طریقے سے) ہے۔ (بھگوت گیتا، باب 9، شلوک 23)

خلاصہ: ہندوشاستروں، خصوصاً رِگ وید، یَجر وید، سام وید، اتھر وید، اپنشد اور بھگوت گیتا میں بنیادی تعلیم خدا کی وحدانیت (توحید/ ایکی ایشوروار) ہے۔ رِگ وید

اعلان کرتا ہے کہ ''حقیقت ایک ہی ہے'' اور باقی سب اس کے مختلف نام ہیں۔ یجر وید واضح کرتا ہے کہ خدا کی کوئی مورت نہیں، نہ اس جیسی کوئی مثال ہے۔

سام وید میں ساری حمد وثنا ایک ہی اعلیٰ ہستی کی طرف جاتی ہے، جبکہ اتھر وید میں اسی ایک خدا کو کائنات کا خالق، مالک اور محافظ کہا گیا ہے۔ اپنشد اس تصور کو سب سے زیادہ فلسفیانہ انداز میں بیان کرتے ہیں: ''وہ ایک ہے، اس کا کوئی دوسرا نہیں'' یعنی پوری کائنات کی اصل حقیقت صرف ایک برہمن/ ایشور ہے۔

ان شاستروں میں شرک کی تردید بھی واضح ہے۔ ویدوں میں دیوتاؤں کے نام صفاتی، استعارہ یا قدرت کے مظاہر کے طور پر ملتے ہیں، نہ کہ مستقل معبود کے طور پر۔ اپنشد بتاتے ہیں کہ کثرت اور مورتیں مایا (ظاہر) ہیں، اصل حقیقت ایک ہی ہے۔ بھگوت گیتا تو کھل کر اعلان کرتی ہے کہ دوسرے دیوتاؤں کی پوجا خواہش، کم علمی یا غلط طریقہ ہے؛ اور جو کچھ انہیں ملتا ہے وہ بھی ایک ہی خدا کی طرف سے ملتا ہے۔ گیتا میں یہ بھی بیان ہے کہ دیوتاؤں کا پھل عارضی ہے اور نجات صرف ایک خدا کی براہِ راست عبادت سے ملتی ہے۔ یوں تمام بڑے ہندو شاستر بنیادی طور پر توحید پر قائم اور شرک کی نفی کرتے ہیں۔

❁❁❁

حصہ دوم

ہندو مذہب میں رسالت جیسا تصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندو دھرم میں رسالت

ہندو دھرم میں اسلام کی طرح رسالت یا نبوت کا کوئی باقاعدہ، منظم اور متعین عقیدہ موجود نہیں ہے، تاہم ہندو مذہبی لٹریچر میں بعض ایسی شخصیات کا ذکر ملتا ہے جنہیں الٰہی ہدایت کے حامل، دھرم کے مبلغ یا انسانوں کی رہنمائی کے لیے منتخب ہستیوں کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ ان میں ویدوں کے رِشی، منو (انسانیت کے اولین قانون ساز)، نراشنس (नराशंस) کے تذکرے اور مستقبل میں آنے والے کلکی اوتار کی پیش گوئی خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ مختلف ہندو مکاتبِ فکر ان شخصیات کی تشریح اپنے اپنے عقائد کے مطابق کرتے ہیں، تاہم یہ سب ہندو مذہبی روایات میں ہدایت، اصلاحِ انسانیت اور دھرم کے احیاء سے متعلق اہم مقام رکھتے ہیں۔

پرانوں میں حضرت آدمؑ کا تذکرہ

अदौ मनुर्नाम वै प्रथमः सृष्टः प्रजापतेः।

ترجمہ: ابتدا میں 'منو' نامی پہلا انسان پرجاپتی (خالق) نے پیدا کیا۔

(متسیہ پران، ادھیائے (باب) 2، شلوک نمبر 7)

تشریح: اس شلوک میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے کہ تخلیق کے عمل کے آغاز میں پرجاپتی (خالق/ برہما) نے منو کو پیدا کیا۔ یہ واقعہ ہندو کال گننا میں ''منونترا'' (Manvantara) کے تصور کی بنیاد بھی ہے۔

ततः सृष्ट्वा मनुं देवा मनोः पत्नीमसृजन् मनोः।

ترجمہ: پھر دیوتاؤں نے مَنو کو پیدا کیا اور منو کی بیوی اس کے بعد پیدا کی گئی۔(منواسمرتی، باب 1 شلوک32)

تشریح: اس شلوک میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب پرماتما (خالق/ پربھو) نے تخلیق کا آغاز کیا، تو پہلے منو (جسے سوایمبھو منو کہا جاتا ہے) کو پیدا کیا، اور اس کے بعد منو کی رفیقِ حیات (بیوی) کو تخلیق کیا تا کہ نسلِ انسانی کا سلسلہ آگے بڑھ سکے۔

मनुः प्रजाः ससर्जादौ येन लोकाः प्रजा भुवि।

ترجمہ: ابتدا میں مَنو نے زمین پر نسلِ انسانی کو آگے بڑھایا اور دنیا آباد ہوئی۔(بھگوت پُران 8.1.4)

تشریح: اس شلوک میں یہ بتایا گیا ہے کہ کس طرح سوایمبھو منو (स्वायंभुव मनु) نے تخلیقِ کائنات کے بعد زمین پر اپنی نسل (پرجا) کو آگے بڑھایا، جس کے نتیجے میں دنیا آباد ہوئی۔ یہ شلوک اس بات کی وضاحت کرتا ہے کہ منو نہ صرف انسانیت کے پہلے فرد تھے بلکہ انہوں نے سب سے پہلے معاشرتی نظام کی بنیاد رکھی۔

خلاصہ: پرانوں کے مستند سنسکرت شلوکوں سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ ہندودھرم میں ''آدی منو'' کو پہلا انسان، اولین بشر اور پوری انسانی نسل کے بانی کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ متسیہ پران میں صاف الفاظ میں بیان ہے کہ ابتدا میں پرجاپتی نے ''منُو'' کو سب سے پہلے پیدا کیا۔ اسی طرح منواسمرتی میں منو کی بیوی کی تخلیق کا ذکر ہے، جو واضح طور پر ایک اولین جوڑے یعنی پہلا مرد اور پہلی عورت کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پھر بھگوت پران میں بتایا گیا ہے کہ اسی منو سے دنیا کی تمام نسل آگے بڑھی اور زمین آباد ہوئی۔

یہ تمام حوالہ جات مجموعی طور پر ایک ایسے بنیادی انسانی جوڑے کی تصویر دکھاتے ہیں جو اسلام، یہودیت اور مسیحیت کے ''آدم اور حوّا'' کے تصور سے گہری مماثلت رکھتا ہے۔

اسی تناظر میں دیکھا جائے تو اگرچہ پرانوں کے قدیم نسخوں میں لفظی طور پر ''آدمؑ'' اور ''حوّاؑ'' کے نام نہیں ملتے، لیکن آدی منو اور منو کی پتنی کا تصور بالکل وہی کردار ادا کرتا ہے جو اسلامی روایات میں آدم وحوّا کا ہے۔

'پہلا انسان'، ''پہلی عورت''، ''انسانی نسل کا آغاز'' یہ تینوں بنیادی صفات دونوں روایتوں کو ایک مشترک تاریخی و مذہبی پس منظر میں جوڑ دیتی ہیں۔ اس طرح پرانوں میں موجود مواد صاف ظاہر کرتا ہے کہ ہندو روایات میں بھی اولین انسان کا تصور اسلام کے حضرت آدمؑ کے تصور کے بہت قریب ہے، اور یہ استشہاد مستند ویدک۔ پرانک شلوکوں سے ثابت ہوتا ہے۔

حضرت نوح علیہ السلام جیسا تذکرہ

ہندو مذہبی روایات میں بھی ایک ایسے عظیم سیلاب کا ذکر ملتا ہے جس میں ایک برگزیدہ شخصیت کو پہلے سے خبردار کیا جاتا ہے، کشتی بنانے کا حکم دیا جاتا ہے اور اس کے ذریعے انسانوں، جانداروں اور نباتات کی نسل کو محفوظ رکھا جاتا ہے۔ یہ واقعہ منو اور متسیہ اوتار کے بیان میں مذکور ہے، جو کئی پہلوؤں سے حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ سے مشابہت رکھتا ہے۔ اس کی تفصیل درج ذیل ہے:

کشتی بنانے کا حکم

प्रलयोऽयं भविष्यति महांस्त्वं नौका मया कृताम्।
तस्यां स्थाप्य प्रजाः सर्वा मायया त्वां नयेऽहम्।

ترجمہ: اے منو! ایک عظیم سیلاب آنے والا ہے۔ تم ایک کشتی تیار کرو۔ اس میں تمام جانداروں اور بیجوں کو رکھ دو۔ میں (خدا کی طرف سے بھیجا گیا) تمہاری مدد کروں گا اور تمہیں اس سیلاب سے گزار دوں گا۔ (متسیہ پران، ادھیائے 2، شلوک 1-2)

منو کا سیلاب سے بچایا جانا

नौका बद्धा हिमगिरौ रज्जुभिश्च दृढं त्वया।
मत्स्यरूपेण मां ज्ञात्वा त्वां त्रातुं समुपस्थितः।

ترجمہ: تم اپنی کشتی کو مضبوط رسیوں سے ہمالیہ کے پہاڑ سے باندھ دینا۔ میں (متعین کردہ رہنما) متسیہ کے روپ میں آؤں گا اور تمہیں اس سیلاب سے بچاؤں گا۔ (متسیہ پران، ادھیائے 2، شلوک 25-30)

سیلاب کے ختم ہونے کے بعد نئی نسل کا آغاز

प्रलये नष्टलोकानामेक एव तदा मनुः।
तस्मात् प्रववृते पुनः प्रजाः सर्वा दिवौकसाम्।

ترجمہ: سیلاب میں جب سب دنیا فنا ہو گئی، تو صرف منو باقی بچے۔ پھر انہی سے دوبارہ پوری انسانیت کی نسل چلی۔ (متسیہ پران، ادھیائے 2، شلوک 32)

مارکنڈیہ پران میں سیلاب اور کشتی کا بیان

एकदा हि मनुं प्राह ससर्ज जगतः प्रभुः।
नौकायां स्थाप्य सर्वाणि बीजानि विधिपूर्वकम्।

ترجمہ: ایک بار خالقِ عالم نے منو سے کہا: ایک کشتی میں تمام زندگانی کے بیج اور جوڑے محفوظ کرلو۔ (مارکنڈیہ پُران، ادھیائے 45، شلوک 34)

سیلاب کی شدت کا ذکر

उदकोर्मि महाघोरा जगदावृत्य सर्वतः।
निःशेषं किल नष्टं वै तदा सर्वं चराचरम्।

ترجمہ: پانی کی مہیب موجیں ہر طرف سے دنیا کو ڈھانپ گئیں۔ وہ سیلاب ایسا تھا کہ روئے زمین کا ہر جاندار ختم ہو گیا۔ (مارکنڈیہ پُران، ادھیائے 45، شلوک 36)

منو کو نجات دینے کا وعدہ

आपदः संप्रपन्नाय प्रलयावेगपीडितम्।

नौकायां स्थाप्य मनुं अहं रक्षे जगत्पतिम्।

ترجمہ: جب منو پر مصیبت آئے اور سیلاب انہیں ڈھانپ لے، تو میں انہیں کشتی میں سوار کر کے بچاؤں گا، کیونکہ انہی سے دنیا پھر بسائی جائے گی۔

(بھگوت پُران، اسکندھ 8، ادھیائے 24، شلوک 12)

समन्तादाप्लुतं तोयं जगदीदं नभस्तलम्।

ترجمہ: پانی نے پورے جہان کو، آسمان کی حد تک، گھیر لیا تھا۔

(بھگوت پُران، اسکندھ 8، ادھیائے 24، شلوک 13)

चलाधिरूढा नौका हेमगिरिं गता।

ترجمہ: کشتی ایک بلند پہاڑ (ہمالیہ/ہیم گری) سے جا لگی اور وہیں ٹھہر گئی۔

(بھگوت پُران، اسکندھ 8، ادھیائے 24، شلوک 24)

प्रलये सलिलैकस्थं जगदासीन्महामते।

ترجمہ: مہا پرلے کے وقت پوری زمین سمندر کی مانند بن گئی تھی۔

(وشنو پُران، حصہ 1، باب 7، شلوک 24)

मनुर्जगद्विभर्ता स्यात् प्रजेयं जगतः पितः।

ترجمہ: منو ہی دنیا کو دوبارہ آباد کرنے والے ہیں اور تمام نسلِ انسانی کے باپ ہوں گے۔ (وشنو پُران، حصہ 1، باب 7، شلوک 40)

خلاصہ: پرانوں خصوصاً متسیہ پران، مارکنڈیہ پران، بھاگوت پران اور وشنو پران میں منو کا قصہ نہایت تفصیل سے بیان ہوا ہے، جو اسلامی، یہودی اور مسیحی روایات میں بیان کیے گئے حضرت نوح علیہ السلام کے قصے سے حیرت انگیز مماثلت رکھتا ہے۔ ان کتابوں میں بتایا گیا ہے کہ دنیا پر ایک عظیم سیلاب (جل پرلے) برپا ہوا جس نے

پوری زمین کو ڈھانپ لیا، ہر جاندار فنا ہو گیا، اور صرف ایک مرد منو (وایواسوت منو) خدا کی طرف سے پیشگی اطلاع پا کر ایک عظیم کشتی تیار کرتا ہے۔

وہ اس کشتی میں انواع واقسام کے بیج، جاندار اور اپنی اولاد کو لے کر سوار ہوتا ہے، پانی آسمان تک پہنچ جاتا ہے، کشتی شدید طوفان سے گزر کر بالآخر ایک بلند پہاڑ سے آٹکراتی ہے، اور سیلاب کے بعد منو ہی سے دوبارہ انسانیت کی نسل چلتی ہے۔ یہ تمام عناصر متسیہ پران ، مارکنڈیہ پران، بھاگوت پران، اور وشنو پران میں واضح طور پر ملتے ہیں۔

اسلامی روایت کے مطابق بھی حضرت نوحؑ کو للہ نے ایک عظیم سیلاب آنے کی خبر دی، انہوں نے کشتی بنائی، اس میں اپنی قوم کے مؤمنین اور حیوانات کے جوڑے سوار کیے، پوری زمین پانی میں ڈوب گئی، اور اختتام پر کشتی ایک پہاڑ سے ٹکرا کر ٹھہر گئی جسے قرآن نے جُودی کہا۔

قرآن بتاتا ہے کہ نوحؑ دوبارہ انسانیت کے باپ قرار پاتے ہیں (یعنی بعد کے سب انسان نوحؑ کی ہی نسل سے ہیں)؛ یہی بات ہندو گرنتھ صاف طور پر منو کے بارے میں کہتے ہیں کہ ''منو ہی سے پوری انسانیت دوبارہ آباد ہوئی''۔

ان دونوں بیانات کی مماثلت جیسے: پیشگی وارننگ، کشتی کی تعمیر، تمام جانداروں کا سوار ہونا، پوری زمین کا ڈوب جانا، کشتی کا پہاڑ سے رک جانا، اور اسی خاندان سے نسل انسانی کا دوبارہ بڑھنا، یہ سب ثبوت دیتے ہیں کہ ہندو متون کا منو وہی تاریخی شخص ہے جسے اسلام میں حضرت نوحؑ کہا جاتا ہے۔

یہ غیر معمولی مماثلت اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ مختلف مذہبی روایات میں محفوظ یہ واقعات ممکنہ طور پر ایک ہی قدیم تاریخی حقیقت کی مختلف تعبیرات ہیں۔ اگرچہ ہر مذہب نے اس واقعے کو اپنے عقائد اور روایات کے مطابق بیان کیا ہے، تاہم بنیادی عناصر کی یکسانیت اس مشترک تاریخی روایت کے وجود کا قوی امکان ظاہر کرتی ہے۔

ویدمیں لفظ ''نراشنس'' کا استعمال

नराशंसमिह प्रियं देवास इह यजध्वम्।
नराशंसं सुवीर्यं देवा ऊचुः॥

ترجمہ: اے دیوتاؤ! یہاں اس نراشنس کو پوجو جو سب کا محبوب ہے۔ دیوتا اس عظیم بہادر (نراشنس) کی تعریف کرتے ہیں۔ (رِگ وید، منڈل 1، سُکت 13، منتر 3)

تشریح: یہ منتر سنسکرت زبان کے قدیم متون میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ نراشنس کوئی نام نہیں بلکہ ایک صفت (Adjective) کے طور پر استعمال ہوا ہے جس کا مطلب ہے'' وہ ہستی جس کی انسانوں میں بہت تعریف کی جائے، جو سب کی طرف سے قابلِ ستائش ہو، یا جس کی شہرت عام ہو''۔ اسی لیے اس منتر میں نراشنس کو ایک ایسی عظیم اور قابلِ تعظیم شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا ہے جس کی تعریف انسان بھی کرتے ہیں اور دیوتا بھی اس کی عظمت کا اعتراف کرتے ہیں۔ بعض محققین نے اسی وصف کی بنیاد پر اسے مستقبل میں آنے والی ایک عظیم ہستی کی بشارت سے تعبیر کیا ہے۔

نراشنس (नराशंस) لفظ کی لفظی ونحوی ترکیب

لفظ نراشنس (नराशंस) کی لغوی ونحوی تحقیق کرتے ہوئے متعدد معروف سنسکرت علماء، بالخصوص پنڈت تھیم کرن ورما، پنڈت راجارام اور ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے نے اپنی مشہور تصنیف ''نراشنس اور انتم رشی (کلکی اوتار اور محمد صاحب)'' میں اس نتیجے کو واضح دلائل کے ساتھ پیش کیا ہے کہ ویدک لفظ نراشنس درحقیقت آخری رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صادق آتا ہے۔

ا۔ لفظی ترکیب (Etymology)

لفظ نراشنس دو سنسکرت الفاظ سے مرکب ہے:

نر(नर) = انسان

آشنس (आशंस/शंस)=تعریف کیا ہوا، سراہا گیا

یہاں آشنس خالص ویدک زبان کا لفظ ہے، لوکِک (عام بول چال) سنسکرت کا نہیں۔اس طرح نراشنس کے لغوی معنی بنتے ہیں: تعریف کیا ہوا انسان/ وہ انسان جس کی کثرت سے تعریف کی جائے۔

۲۔نحوی بحث (سماس کی نوعیت)

بعض اہلِ قلم نے نراشنس کے معنٰی: ''انسانوں کی تعریف'' یا ''انسانوں کے ذریعہ تعریف کیا ہوا''۔بیا نکیا ہے، لیکن یہ دونوں معنی سنسکرت قواعد کے مطابق درست نہیں ٹھہرتے۔

اگر پہلا معنٰی لیا جائے تو وہ ششٹھی تیپُرش سماس (षष्ठी तत्पुरुष समास) سے نکلتا ہے، جبکہ حقیقت میں نراشنس نہ تو ششٹھی تیپُرش ہے اور نہ ترتیہ تیپُرش۔

● ڈاکٹر ایم ۔اے ۔شری واستو اورڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے کے مطابق: نراشنس دراصل ''کرم دھارے سماس'' (कर्मधारय समास) ہےجس کی درست ترکیب(विग्रह-विच्छेद/विग्रह)یہ ہے:

नरः च सः आशंसः یعنی: وہ انسان جو تعریف کیا ہوا ہے۔

(ڈاکٹر ایم ۔اے۔شری واستو اپنی کتاب ''حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور بھارتی دھرم گرنتھ'' کے صفحہ نمبر 9)

● دیانند سرسوتی جی نراشنس لفظ کا مطلب انسانوں کے ذریعہ تعریف کیا ہوا بتایا ہے:

> "नराशंस " शब्द का अर्थ स्वामी दयानन्द सरस्वती ने भी मनुष्यों द्वारा प्रशंसित बताया है।
>
> (ऋग्वेद हिन्दी भाष्य, पृ० 25,प्रकाशकःसार्वदेशिक आर्य प्रतिनिधि सभा)

اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ: نراشنس کسی عام تعریف کا نام نہیں بلکہ ایک خاص شخصیت(Proper Noun) کی طرف اشارہ ہےجس کی تعریف خود لفظ کے اندر مضمر ہے۔

''نر'' (नर) لفظ کبھی بھی دیوتا کے معنیٰ میں نہیں آتا

پنڈت وید پرکاش کے مطابق: ویدوں، امرکوش، شبد رتن، شبد ساغر اور کسی بھی مستند سنسکرت لغت میں ''نر (नर)'' کو دیوواچک (دیوتا) نہیں کہا گیا۔ ''نر'' ہمیشہ انسان، بشر، مرد کے معنی میں آتا ہے۔ لہٰذا: ''نراشنس'' کسی دیوتا کے لیے استعمال نہیں ہوسکتا۔ یہ لفظ صرف ''انسانِ ممدوح/تعریف کیا ہوا انسان'' پر صادق آتا ہے۔

نراشنس کسی دیوتا کا نام نہیں

یہ بھی ایک اہم نکتہ ہے کہ: لفظ نراشنس کو کسی دیوتا کے معنیٰ میں لینا درست نہیں کیونکہ لفظ نر نہ تو کسی دیوتا کا مترادف (पर्यायवाचक) ہے، نہ ہی یہ دیوی دیوتاؤں کی کسی خاص نسل (देवयोनियाँ) کے تحت آتا ہے۔ یہ بات امرکوش اور دیگر مستند سنسکرت لغات سے بھی ثابت ہے کہ: نر = انسان اور اس کا اطلاق دیوتاؤں پر نہیں ہوتا۔ لہٰذا نراشنس کا مفہوم خود اس امر کو واضح کرتا ہے کہ: ''وہ ہستی جس کی تعریف کی جارہی ہے، انسان ہے نہ کہ کوئی دیوتا''۔

دیوتاؤں کی دس قسمیں

वद्याधरोऽप्सरो यक्षरक्षोगन्धर्व किन्नरः।
पिशाचो गुह्यकः सिद्धो भूतोऽमौ देवयोनयः॥

(अमर कोश स्वर्ग-वर्ग ११ वाँ श्लोक)

ترجمہ: وِدّیا دھر (विद्याधर)، اپسرس (अप्सरस्)، یکش (यक्ष)، راکشش/راکشس (राक्षस)، گندھرو (गन्धर्व)، کنّر (किन्नर)، پشاچ (पिशाच)، گُہیک/گُہیاک (गुह्यक)، سدّھ (सिद्ध) اور بھوت (भूत) یہ سب دیوی (دیوتاؤں) کی اقسام میں شمار ہوتے ہیں۔

(امرکوش۔ سورگ ورگ، شلوک نمبر: 11)

اَمرکوش کے اس شلوک میں دیوتائی یا ماورائی مخلوقات کی متعین فہرست دی گئی ہے۔ یہ سب ہندومت کی کلاسیکی روایت میں دیوتاؤں یا دیوتائی نسل (देवयोनयः) سے وابستہ ماورائی مخلوقات سمجھی جاتی ہیں، اور اس جامع فہرست میں نراشنس (नराशंस) کا عدمِ ذکر اس بات کو واضح کرتا ہے کہ نراشنس کسی دیوتا یا فوق الفطری نوع کا نام نہیں بلکہ لغوی اعتبار سے انسانی وصف پر دلالت کرنے والا لفظ ہے۔

نراشنس صرف انسان ہی ہوگا

मनुष्याः मर्त्याः मृत्युकाः मनुजाः नराः।
स्युः प्रजाः पौत्रपश्चैव पौरुषा पौरुषोत्तमाः॥

ترجمہ: انسان کو منُشیہ، مرتیہ، منُوج، نَرا اور نَرَہ کہا جاتا ہے۔ یہ سب انسانی نسل کے نام ہیں، نہ کہ دیوتاؤں کے۔

(امرکوش، باب: پرتھم کانڈ، ورگ (वर्ग) ۔منوشی ورگ (मानुषीवर्ग) شلوک 1)

سنسکرت میں ''نر'' (नर) کا لفظ بنیادی طور پر انسان کے لیے استعمال ہوتا ہے، نہ کہ دیوتا، راکشس، گندھرو، کنر یا پشاچ وغیرہ کے لیے۔ اس اعتبار سے ''نراشنس'' (नराशंस) کا لفظی مفہوم ''وہ انسان جس کی بہت تعریف کی جائے'' یا ''قابلِ ستائش انسان'' (The Praised Man) ہے۔ بعض محققین اس وصف کو ایک مخصوص آنے والی شخصیت پر منطبق کرتے ہیں

نراشَنس کی خصوصیات

نراشَنس کے بارے میں اس کی خصوصیات کا ذکر تفصیل کے ساتھ ویدوں میں موجود ہے۔ ان میں سے چند اہم خصوصیات کا ذکر اتھرووید کے دوسرے کھنڈ کے صفحہ نمبر 1060 پر اور رگ وید، بھاگ ایک، پرتھم کھنڈ 3:13:1 میں پنڈت شری رام شرما آچاریہ جی کے ہندی ترجمہ (ناشر: ڈاکٹر چمن لال گوتم، سنسکرت سنستھان بریلی، 2002) میں جو خصوصیات بیان کی ہیں ان سب کو الگ الگ نمبر کی شکل میں درج کیا جاتا ہے:

नराशंस मिहप्रिय.......................

(۱)**ترجمہ:**''انسانوں کی طرف سے تعریف کیا جانے والا اور محبوب''۔

(رگ وید، منڈل 1، سوکت 13، منتر 3، حصہ اوّل، پہلا کھنڈ، صفحہ نمبر 47)

(مرتب: پنڈت شری رام شرما آچاریہ، ناشر: ڈاکٹر چمن لال گوتم، سنسکرت سنستھان بریلی-2002)

उष्ट्रा यस्य प्रवाहणो...

(۲)**ترجمہ:**(نراشَنس سواری کے طور پر) اونٹوں کو استعمال کرے گا۔

(اتھروید، کانڈ 20، سوکت 127، منتر 2، حصہ اوّل، دوسرا کھنڈ، صفحہ نمبر 1058)

............मधुजिह्वं हविष्कृतम्।।

(۳)**ترجمہ:** نراشَنس 'مدھوجیہوا' یعنی میٹھی زبان والا ہوگا۔

(رگ وید، منڈل 1، سوکت 13، منتر 3، حصہ اوّل، صفحہ نمبر 48)

नराशंस प्रति धामान्यजन तिस्रो दि वः प्रतिमहा स्व र्चिः।

(۴)**ترجمہ:** نراشَنس نہایت خوبصورت اور علم کو پھیلانے والا ہوگا۔

(رگ وید، منڈل 2، سوکت 3، منتر 2، حصہ اوّل، صفحہ نمبر 371)

नराशंस वाजिनं वाजयत्रिह.......................

(۵)**ترجمہ:** نراشَنس لوگوں کو گناہوں سے نکالے گا۔

(رگ وید، منڈل 1، سوکت 106، منتر 4، حصہ اوّل، صفحہ نمبر 205)

एषा इषाय मामहे.......................

(۶)**ترجمہ:** نراشَنس کا ایک دنیاوی نام ''مامہے'' ہوگا۔

(اتھروید، کانڈ 20، سوکت 127، منتر 3، حصہ دوم، صفحہ نمبر 1059)

एषा इषाय मामहे शतं निष्कान्......

(۷)**ترجمہ:** نراشَنس کو سونِشک (سونے کے سکے/ہار) دیے جائیں گے۔

(اتھروید، کانڈ 20، سوکت 127، منتر 3، حصہ اوّل، صفحہ نمبر 1059)

....दश स्रजः

(٨)**ترجمہ**: نراشنس دس مالاؤں والا ہوگا۔

(اتھروید، کانڈ20، سوکت 127، منتر3، حصہ اوّل، صفحہ نمبر1059)

....दश गोनाम्

(٩)**ترجمہ**: نراشنس دس ہزار گایوں کا مالک ہوگا۔

(اتھروید، کانڈ20، سوکت 127، منتر3، حصہ اوّل، صفحہ نمبر1059)

(ا) لفظ ''نراشنس'' اور لفظ ''محمد'' میں معنوی مماثلت

لفظ **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور سنسکرت لفظ نراشنس کا معنی علمی، لسانی اور استدلالی انداز میں مستند اور متوازن اسلوب کے ساتھ درج کیا جا رہا ہے، تاکہ بات دعویٰ نہیں بلکہ لغوی تقابل (Philological Comparison) کی صورت میں پیش ہو:

لفظ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی لغوی تحقیق

عربی زبان میں **محمد** صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لفظ مادہ ح-م-د سے بنا ہے۔ ''حمد'' کے لغوی معنیٰ ہیں: دل سے کی گئی تعریف، ایسی تعریف جو کمالِ صفات پر ہو۔ اسی مادّے سے **محمد** اسمِ مفعول کے وزن پر ہے، جس کے معنیٰ ہیں: ''وہ ذات جس کی بار بار، کثرت سے اور کامل انداز میں تعریف کی گئی ہو''۔

سنسکرت لفظ نراشنس کی لغوی تحقیق

سنسکرت میں نراشنس (नराशंस) دو الفاظ کا مرکب ہے: نر (नर) انسان -- اشنس/شنس (शंस) تعریف کرنا، ستائش بیان کرنا۔

اس طرح نراشنس کے لغوی معنیٰ بنتے ہیں: ''وہ انسان جس کی تعریف کی گئی ہو'' یا ''تعریف یافتہ انسان''۔

یہ بات اہلِ سنسکرت کے نزدیک مسلم ہے کہ شنس ویدک زبان میں تعریف اور ستائش کے لیے استعمال ہوتا ہے، اور یہی مفہوم عربی کے حمد سے معنوی طور پر قریب ہے۔

معنوی ربط: حضرت محمد کے والد کا نام عبد اللہ اور والدہ کا نام آمنہ تھا، جو اس حقیقت پر واضح دلیل ہے کہ آپ ﷺ انسان تھے، نہ کہ دیوتا یا اساطیری ہستی۔ اس طرح آپ ﷺ میں دو بنیادی اوصاف جمع ہوتے ہیں:

۱۔ انسان ہونا

۲۔ تعریف یافتہ ہونا (کثرتِ حمد)

یہ دونوں اوصاف بعینہٖ نراشنس کے لغوی مفہوم سے مطابقت رکھتے ہیں۔

لسانی تحقیق کی رو سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ: عربی لفظ ''محمد'' اور سنسکرت لفظ ''نراشنس'' دونوں معنوی اعتبار سے ہم مفہوم ہیں، کیونکہ دونوں کا اطلاق ایک ایسی انسانی ہستی پر ہوتا ہے جو تعریف و ستائش کی حامل ہو۔ یہ تقابل اعتقادی دعویٰ نہیں بلکہ لغوی و علمی مماثلت پر مبنی ہے، جسے زبان و معنی کے اصولوں کے تحت پیش کیا جا سکتا ہے۔

(۲) نراشنس کی سواری اونٹ

اتھر وید میں نراشنس کے بارے میں ایک نمایاں وصف یہ بیان ہوا ہے:

ترجمہ: ''جس کی سواری اونٹ ہے''۔ (اتھر وید، کانڈ 20، سوکت 127، منتر 2)

اس منتر میں نراشنس کی سواری اونٹ بیان کی گئی ہے، جو صحرائی اور عربی ماحول کی ایک نمایاں علامت ہے۔ تاریخِ اسلام سے ثابت ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں اونٹ بنیادی سواری رہا۔ واقعۂ ہجرت، فتحِ مکہ اور حجۃ الوداع جیسے اہم مواقع پر آپ ﷺ اونٹ پر سوار تھے۔ اس اعتبار سے اتھر وید میں مذکور اونٹ کی سواری اور سیرتِ نبوی ﷺ کے تاریخی شواہد کے درمیان ایک قابلِ توجہ تقابلی مماثلت پائی جاتی ہے۔

(۳) نراشنس شیریں زبان (मधुर वाणी) والا ہوگا

ترجمہ: ''میں اس یجیہ میں نراشنس، محبوب اور شیریں زبان والے کو دعوت

دیتا ہوں، جو قربانی (ہوی) کو قبول کرنے والا ہے‘‘۔ (رِگ وید، منڈل 1، سوکت 13، منتر 3)

رِگ وید میں نراشنس کو ’’मधुजिह्वं‘‘ (مدھوجھوم) کہا گیا ہے، جس کے لغوی معنیٰ ہیں ’’شہد جیسی میٹھی زبان والا‘‘ یا ’’شیریں گفتار‘‘۔ یہ صفت ایسی شخصیت کی طرف اشارہ کرتی ہے جس کی گفتگو نرم، مؤثر اور دل نشین ہو۔

سیرتِ نبوی ﷺ سے ثابت ہے کہ حضرت محمد ﷺ نہایت خوش گفتار، نرم خو اور حکمت سے بھرپور انداز میں گفتگو فرماتے تھے۔ قرآنِ کریم بھی آپ ﷺ کے حسنِ اخلاق اور نرم مزاجی کو لوگوں کے دلوں میں اثر پیدا ہونے کا سبب قرار دیتا ہے۔ اس اعتبار سے رِگ وید میں مذکور ’’مدھوجِھوا‘‘ اور سیرتِ نبوی ﷺ میں بیان کردہ شیریں گفتاری کے درمیان ایک قابلِ توجہ لسانی اور تقابلی مماثلت پائی جاتی ہے۔ تاہم علمی دیانت کا تقاضا ہے کہ اسے تقابلی و احتمالی استدلال کے دائرے میں سمجھا جائے، نہ کہ قطعی دلیل کے طور پر۔

(۴) نراشنس حسن، نورانیت اور علم کی اشاعت والا ہوگا

ترجمہ: ’’نراشنس اپنی عظمت اور نورانی شان کے ساتھ مختلف مقامات میں ظاہر ہوتا ہے اور اپنی روشن تجلی سے وسیع دائرۂ اثر رکھتا ہے‘‘۔

(رِگ وید، منڈل 2، سوکت 3، منتر 2)

رِگ وید میں نراشنس کے لیے ’’स्वर्चिः‘‘ (سورچی) کا لفظ استعمال ہوا ہے، جس کے معنی نور، چمک، حسن اور تابانی کے ہیں، جبکہ ’’प्रति धामानि‘‘ اس کے وسیع دائرۂ اثر اور مختلف مقامات تک پہنچنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ویدک اسلوب میں نور کا استعمال اکثر علم، ہدایت اور روحانی روشنی کے لیے ہوتا ہے۔

سیرتِ نبوی ﷺ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد ﷺ نے انسانیت کو جہالت، شرک اور اخلاقی تاریکی سے نکال کر علم، ہدایت اور عدل کی روشنی عطا کی، اور آپ ﷺ کا پیغام عرب سے نکل کر دنیا کے مختلف خطوں تک پہنچا۔ اس اعتبار سے رِگ وید

میں نراشنس کی نورانیت، حسن اور علم کی اشاعت کا وصف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوتِ عالمگیر کے درمیان ایک قابلِ توجہ لسانی، معنوی اور تاریخی مماثلت پائی جاتی ہے۔

(۵) نراشنس لوگوں کو گناہوں سے نجات دینے والا ہوگا

ترجمہ: ''ہم نراشنس، قوت والے، بہادروں کے مددگار اور پرورش کرنے والے کی حمد کرتے ہیں۔ اے بھلائی عطا کرنے والو! جس طرح رتھ کو دشوار راستے سے نکال لیا جاتا ہے، اسی طرح ہمیں ہر گناہ اور مصیبت سے نجات دو''۔

(رگ وید، منڈل 1، سوکت 106، منتر 4)

رِگ وید میں نراشنس کو ایسی ہستی کے طور پر بیان کیا گیا ہے جو انسانوں کو گناہوں، اخلاقی برائیوں اور دشواریوں سے نجات دینے والی ہے۔ منتر میں ''अंहस: निष्पिपर्तन'' (گناہوں سے نکالنے والا) کی تعبیر اصلاحِ اخلاق اور نجات کی طرف اشارہ کرتی ہے۔ سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جاہلیت، شرک، ظلم، سود، شراب، فحاشی اور دیگر اخلاقی برائیوں میں مبتلا معاشرے کی اصلاح فرمائی اور انسانوں کو توحید، تقویٰ اور اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دی۔

اس اعتبار سے رِگ وید میں نراشنس کے گناہوں سے نجات دینے والے وصف اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اصلاحی دعوت کے درمیان ایک قابلِ توجہ معنوی اور تقابلی مماثلت پائی جاتی ہے۔ تاہم علمی دیانت کا تقاضا ہے کہ اسے تقابلی و احتمالی استدلال کے طور پر پیش کیا جائے، نہ کہ قطعی دلیل کے طور پر۔

(۶) مامہے رِشی (मामहे ऋषि) اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ترجمہ: ''مامہے رِشی کو سو نِشک، دس مالائیں، تین سو گھوڑے اور دس ہزار گائیں عطا کی جائیں گی''۔ (اتھر وید، کانڈ 20، سوکت 127، منتر 3)

ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے اور ڈاکٹر ایم۔ اے۔ شری واستو کے مطابق ''مامہے

رِشی‘، کسی قدیم ویدی رِشی کا ذاتی نام نہیں بلکہ ایک وصفی عنوان ہے، جو ایک عظیم اصلاحی رہبر کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ ان محققین کے نزدیک اس منتر میں مذکور سونِشک، دس ہزار گائیں، تین سو گھوڑے اور دس مالائیں مادی دولت نہیں بلکہ علامتی تعبیرات ہیں۔

ان کی تشریح کے مطابق:

- سونِشک ممتاز اور منتخب افراد (اصحابِ صفہ)
- تین سو گھوڑے۔ بہادر جان نثار ساتھی (تقریباً 313 اصحابِ بدر)
- دس ہزار گائیں کثیر صالح پیروکار (فتحِ مکہ کے موقع پر تقریباً دس ہزار صحابہؓ)
- دس مالائیں نہایت قریبی رفقا (عشرۂ مبشرہ)

اسی بنا پر دونوں محققین یہ رائے پیش کرتے ہیں کہ مامہے رِشی کی یہ علامتی صفات تاریخی طور پر حضرت محمد ﷺ کی سیرت سے زیادہ مطابقت رکھتی ہیں۔

(ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے، نراشنس اور انتم رِشی، صفحات 11 تا 20)

(डॉ० वेद प्रकाश उपाध्याय, नराशंस और अंतिम ऋषि, पृष्ठ 11-20)

(हज़रत मुहम्मद (सल्ल०) और भारतीय धर्मग्रन्थ-डॉ० एम० ए० श्रीवास्तव पृष्ठ संख्या 15)

مامہے رِشی (मामहे ऋषि) کے دو اوصاف

(رِگ وید، منڈل 5، سوکت 27، منتر 1) میں مامہے رِشی کے دو نمایاں اوصاف بیان ہوئے ہیں:

1۔ دس ہزار کے ساتھ (दशभिः सहस्रैः): منتر میں دس ہزار کے منظم اجتماع کا ذکر ہے۔ بعض جدید تقابلی محققین کے نزدیک اس کی تاریخی مماثلت حضرت محمد ﷺ کی سیرت سے ملتی ہے، کیونکہ فتحِ مکہ کے موقع پر آپ ﷺ کے ساتھ تقریباً دس ہزار صحابۂ کرامؓ موجود تھے، جنہوں نے امن، نظم اور اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کیا۔

2۔ عالمگیر مشن (विश्वानरः): لفظ विश्वानरः کے معنیٰ ہیں: ”تمام انسانوں سے متعلق“ یا ”عالمگیر“۔ یہ وصف ایسی ہستی کی طرف اشارہ کرتا ہے جس کا پیغام کسی ایک

قوم یا خطے تک محدود نہ ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت بھی پوری انسانیت کے لیے تھی، اور قرآنِ کریم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "رحمةً للعالمین" قرار دیا ہے۔

ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے کے مطابق

ویدوں میں جس نراشنس کا ذکر آیا ہے، ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے نے اپنی تحقیقی تصنیف نراشنس اور انتم رِشی میں اس نکتے کو تفصیل سے واضح کیا ہے۔ وہ نراشنس، جسے ویدی متون میں مامہے رِشی (मामहे ऋषि) کے نام سے بیان کیا گیا ہے، اس کی اوصاف، علامات اور مشن کا تقابلی جائزہ لیتے ہوئے ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے اس نتیجے تک پہنچتے ہیں کہ ویدوں میں مذکور نراشنس کی تمام بیان کردہ خصوصیات تاریخی، اخلاقی اور عملی اعتبار سے صرف حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر ہی پوری طرح منطبق ہوتی ہیں۔

مصنف کے مطابق نراشنس کے بارے میں ویدی متون میں جو تفصیلات آئی ہیں، مثلاً اس کی عالمگیر دعوت، اخلاقی عظمت، منظم جماعت، جان نثار رفقا، اور اس کے مشن کا بین الاقوامی وہمہ گیر اثر، یہ سب اوصاف کسی معروف قدیم ویدی رِشی کی سوانحِ حیات سے مطابقت نہیں رکھتے، جبکہ یہی تمام اوصاف سیرتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پوری وضاحت کے ساتھ جلوہ گر نظر آتے ہیں۔

اس بنا پر ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے علمی و تحقیقی بنیادوں پر یہ موقف اختیار کرتے ہیں کہ ویدوں میں جس نراشنس (مامہے رِشی) کا ذکر کیا گیا ہے اس کا مصداق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی ہیں۔

(ڈاکٹر وید پرکاش اُپادھیائے، نراشنس اور انتم رِشی، صفحات 11 تا 20)
(डॉ० वेद प्रकाश उपाध्याय, नराशंस और अंतिम ऋषि, पृष्ठ 11-20)

یعنی مامہے رِشی کے ساتھ دس ہزار کی نسبت (منظم اجتماع)، اور عالمگیر وصف (विश्वानरः) سے واضح ہوتا ہے کہ یہ اوصاف قدیم ویدک رِشیوں کی معروف سوانح سے

تاریخی طور پر مطابقت نہیں رکھتے، جبکہ یہی اوصاف حضرت محمد ﷺ کی سیرت میں غیر معمولی وضاحت کے ساتھ پائے جاتے ہیں۔

یہ موقف کسی مذہبی عقیدے کا قطعی فیصلہ نہیں ہے اور نہ ہی اس کا مقصد کسی مخصوص ایمان کو ثابت یا مسلط کرنا ہے۔ بلکہ یہ ایک بین المذاہب، علامتی اور تاریخی تقابلی تحقیق (Historical Comparative Study Symbolic,Interfaith) ہے، جس میں قدیم ویدی متون کی زبان، اسالیب اور استعارات کو سامنے رکھ کر تاریخی واقعات اور معروف شخصیات کے ساتھ مماثلت (correlation) کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس نوعیت کی تحقیق کو جدید علمی دنیا میں Academic Hypothesis کہا جاتا ہے۔

البتہ قابلِ توجہ بات یہ ہے کہ یہ تعبیر مسلمان علماء کی جانب سے نہیں بلکہ چند جدید ہندو محققین کی طرف سے پیش کی گئی ہے، جنہوں نے ویدی متون کو محض روایتی مذہبی زاویے سے نہیں بلکہ تاریخی، لسانی اور تقابلی مطالعے کے تناظر میں سمجھنے کی کوشش کی ہے اس کے تراجم بھی لکھے ہیں۔

خلاصہ : ویدوں کے بیان کردہ شلوکوں سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ''نراشنس'' کوئی دیوتا نہیں بلکہ ایک انسان ہے ایسا انسان جس کی تعریف دنیا بھر میں کی جائے گی، جو ریگستانی علاقے میں پیدا ہوگا اور جس کی سواری اونٹ ہوگی؛ جس کا دنیاوی نام ''مہم/ ماہم'' ہوگا جو محمد ﷺ کے نام سے پوری طرح مماثل ہے۔ وہ لوگوں کو گناہوں سے نکالنے والا، شیریں زبان، روشن فکر، نہایت عقل مند، عالی صفات رکھنے والا، اور ہزاروں پیروکاروں والا ہوگا، جسے انسانیت کے لیے سب سے زیادہ معزز اور تعریف کے لائق قرار دیا گیا ہے۔ ان تمام اوصاف کا مجموعہ صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذاتِ مبارکہ پر صادق آتا ہے۔

ویدوں میں بیان کردہ ''نراشنس'' کی پہلی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کی

تعریف دنیا بھر میں کی جائے گی، جیسا کہ رِگ وید میں الفاظ صاف بتاتے ہیں کہ ''نراشنس کی تعریف کی جائے گی اور وہ سب کا محبوب ہوگا''۔

تاریخ انسانی میں اگر دیکھا جائے تو یہ وصف صرف اور صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پوری طرح صادق آتا ہے، کیونکہ آج تک دنیا میں کوئی ایسی شخصیت نہیں گزری جس کی تعریف اس قدر مسلسل، عالمی، اور ہر لمحے کی بنیاد پر کی جاتی ہو۔ اذان میں روزانہ پانچ بار پوری دنیا میں بیک وقت ''أشهد أن محمدًا رسول الله'' کہہ کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لیا جاتا ہے، اور دنیا کے مختلف وقتوں کے اختلاف کی وجہ سے ہی کہ کہیں صبح ہے، کہیں رات، کہیں ظہر ہے، کہیں عصر دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں ہر لمحہ، ہر سیکنڈ، محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام بلند ہو رہا ہوتا ہے۔

یہ وہ اعزاز ہے جو انسانی تاریخ میں کسی بھی پیغمبر، فلسفی، رشی، اوتار یا دیوتا کو نہیں ملا۔ اس طرح نراشنس کی پیشینگوئیوں میں جو عظمت، تعریف اور عالمگیر محبوبیت بیان کی گئی ہے، وہ حقیقی طور پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پوری طرح جلوہ گر ہوتی ہے۔

❁❁❁

حصہ سوم

ہندو مذہب میں آخرت جیسا تصور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہندو مذہب اور آخرت کا تصور

ہندو دھرم میں آخرت کا تصور ''مسلسل جنم و مرگ''، یعنی تناسخ (पुनर्जन्म) اعمال یا کرم (कर्म) کے اصول پر مبنی ہے۔ یعنی انسان کے اعمال کے مطابق اس کی اگلی زندگی طے ہوتی ہے۔ نیک اعمال کی جزا اچھا جنم (اچھے خاندان، صحت، خوشحالی) یا سورگ میں مقام کی صورت میں ملتا ہے اور برے اعمال کی سزا برے جنم (پست طبقہ، بیماریاں، دکھ) یا نرک میں عارضی عذاب کی شکل میں ملتا ہے جیسے:

۱۔ تناسخ (पुनर्जन्म) یعنی موت کے بعد روح (آتما) فنا نہیں ہوتی بلکہ نئے جسم میں داخل ہوتی ہے۔ یہ سلسلہ تب تک چلتا رہتا ہے جب تک کہ روح ''موکچھ'' (نجات) حاصل نہ کر لے جیسا کہ بھگوت گیتا (باب 2، شلوک 22) میں ذکر ہوا ہے: ''جس طرح انسان پرانے کپڑے بدل کر نئے پہن لیتا ہے، اسی طرح روح بھی پرانا جسم چھوڑ کر نیا جسم اختیار کر لیتی ہے''۔

۲۔ کرم کا اصول یعنی ہر عمل (نیکی یا بدی) کا اثر انسان کی موجودہ اور آئندہ زندگی پر پڑتا ہے، اچھے کرم کا بدلہ اگلی زندگی میں انعام کی صورت میں سورگ (स्वर्ग مثل جنت) ملتا ہے اور برے کرم کا بدلہ اگلی زندگی میں دکھ یا نرک (नर्क مثل جہنم) ملتا ہے جیسا کہ (بریہد ارنیک اپنشد، باب 4، حصہ 4، شلوک 5) میں ذکر ہوا ہے: ''آدمی جیسا کرم کرتا ہے ویسا ہی پھل پاتا ہے۔ نیک کرم کرنے والا نیک جنم پاتا ہے اور برا کرم کرنے والا برا جنم لیتا ہے''۔

۳۔سورگ (स्वर्ग مثل جنت) اور نرک (नर्क مثل جہنم) کا تصور: سورگ میں نیک لوگوں کی روحیں جاتی ہیں۔ جہاں دیوتاؤں کے ساتھ خوشی، سکون اور لذتیں ملتی ہیں۔ مگر یہ ابدی نہیں ہے، کرم کے اثر کے بعد دوبارہ جنم لینا پڑتا ہے۔

اسی طرح نرک (دوزخ) گناہگار روحیں یم راج (موت کے دیوتا) کے پاس عذاب پاتی ہیں۔ جہاں مختلف قسم کی سزائیں ملتی ہیں لیکن یہ بھی عارضی ہوتی ہیں۔ جیسا کہ اس کا ذکر گروڑ پران ادھیائے 5 میں ہے کہ: ''گناہگار روحیں یم راج کے پاس لے جائی جاتی ہیں جہاں وہ اپنے کرموں کے مطابق نرک میں عذاب پاتی ہیں''۔

۴۔موکش (मुक्ति/मोक्ष) یعنی آخرت میں سب سے بڑا انعام موکچھ ہے جس میں تناسخ کے چکر سے ہمیشہ کے لیے نجات مل جاتی ہے اور موکچھ ملنے کے بعد روح برہما (کائنات کی روح) میں ضم ہو جاتی ہے اور ہمیشہ کی آزادی حاصل ہو جاتی ہے جیسا کہ (چھاندوگیہ اپنشد، باب 6، حصہ 15، شلوک 1) میں ذکر ہے کہ ''جو برہما کو جان لیتا ہے، وہ جنم مرن کے چکر سے آزاد ہو جاتا ہے''۔

ہندو مذہب میں پُنر جنم (पुनर्जन्म) کا عقیدہ

ہندومت کے مطابق، روح (आत्मा) ابدی (ازلی) ہے وہ کبھی مرتی نہیں، بلکہ کرم (कर्म) کے مطابق ایک جسم چھوڑ کر دوسرا اختیار کرتی ہے۔ یہی عمل سنسار (संसार) کہلاتا ہے یعنی جنم، مرن، اور پُنر جنم کا چکر۔

بھگوت گیتا (भगवद्गीता) میں پُنر جنم

वासांसि जीर्णानि यथा विहाय
नवानि गृह्णाति नरोऽपराणि ।
तथा शरीराणि विहाय जीर्णा

अन्यानि संयाति नवानि देही ॥ २.२॥

ترجمہ: جیسے آدمی پرانے کپڑے پھاڑ کر نئے پہن لیتا ہے، ویسے ہی روح (دھی) پرانے جسم کو چھوڑ کر نئے جسم اختیار کر لیتی ہے۔

(بھگوت گیتا ادھیائے ۲، شلوک ۲۲)

تشریح: یہ سب سے واضح بیان ہے کہ روح جسم کی موت کے ساتھ فنا نہیں ہوتی، بلکہ نئے جسم میں داخل ہو کر پُنر جنم لیتی ہے۔

رِگ وید (ऋग्वेद) میں روح کی ازسرِ نو پیدائش کا تصور

अग्ने नय सुपथा राये अस्मान्
विश्वानि देव वयुनानि विद्वान्।
युयोध्यस्मज्जुहुराणं एनो
भूयिष्ठां ते नम-उक्तिं विदेम॥ १.१.४॥
यत्त्वा देवा अनु मदन्ति विश्वे
अस्मिन्लोके परेतो, अग्ने, अस्थि।
ततो पुनर्मानुषं आयुर्जिगातु
अद्भ्यो घृतं पयसा पिन्वमानः॥ १.१.५॥

ترجمہ: اے اگنی (اے آگ، الٰہی توانائی)! ہمیں نیک راستے پر لے چل۔ ہمارے گناہوں کو مٹا دے، تاکہ ہم تیرا شکر ادا کر سکیں۔ (اور) اے اگنی! جب انسان کے جسم کے اجزاء بکھر جائیں، تو اس کی روح دوبارہ انسانی زندگی کی طرف لوٹ آئے، جیسے مکھن (گھی) دودھ سے پھر نکلتا ہے۔

(رِگ وید 10.16.4-.5)

تشریح: یہ شلوک تدفین کے منتر میں پڑھا جاتا ہے۔ یہاں ''پھر انسان کی عمر کی طرف لوٹنے'' کے الفاظ موجود ہیں جو پُنر جنم کے ابتدائی عقیدے کی صریح علامت ہیں۔

اتھر وید (अथर्ववेद) کے مطابق دوبارہ جنم

यो जायमानो बहुधा विजायते।

ترجمہ: وہ (آتما) جو بار بار مختلف صورتوں میں جنم لیتا ہے۔

(اتھر وید 8.2.21)

تشریح: یہاں ''बहुधा विजायते'' (کئی صورتوں میں دوبارہ پیدا ہوتا ہے) براہِ راست آتما کے تسلسل اور پُنر جنم کے تصور کی طرف اشارہ ہے۔

یجر وید (यजुर्वेद) میں روح کی لافانیت

यथातथं व्यवहारवित्।,अस्मिन्लोके परो लोके

पुनरायतु जीवो नः।

ترجمہ: جیسے اس (دنیا) اور اگلی دنیا میں نیک عمل کرنے والا رہتا ہے، ویسے ہی ہماری روح (جیو) دوبارہ واپس آئے۔ (یجر وید 19.30)

اسی طرح پُنر جنم یا آواگون جس کے مطابق روح (आत्मा) مرنے کے بعد بھی فنا نہیں ہوتی بلکہ اپنے اعمال (کرم) کے مطابق نئے جسم میں دوبارہ جنم لیتی ہے۔ یعنی موت صرف جسم کی تبدیلی ہے، روح کی موت نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اپنشدوں میں کہا گیا ہے:

کٹھ اُپنشد (कठ उपनिषद्) اور پُنر جنم

नायमात्मा हन्यते हन्यमाने शरीरे ॥

ترجمہ: یہ آتما (روح) قتل نہیں کی جاتی جب جسم قتل کیا جائے۔

(کٹھ اُپنشد 1.2.18)

تشریح: یہ اقتباس روح کی ابدی و لافانی فطرت کو ظاہر کرتا ہے، جس کی بنیاد پر پُنر جنم ممکن ہے کیونکہ روح نہ مرتی ہے نہ پیدا ہوتی ہے، بلکہ صرف جسم بدلتی ہے۔

بریہد آرانیک اُپنشد (बृहदारण्यक उपनिषद्) میں پُنر جنم

यथाकर्म यथाश्रुतं एषः आत्मा पुनरितं भवति ।

ترجمہ: جیسا اُس کا کرم ہوتا ہے اور جیسے اُس کا علم و ادراک ہوتا ہے، ویسا ہی وہ (آتما) دوبارہ بن جاتا ہے (یعنی دوبارہ جنم لیتا ہے)۔

(بریہد آرانیک اُپنشد 4.4.5)

تشریح: یہاں واضح طور پر بتایا گیا کہ انسان کا اگلا جنم اس کے اعمال (कर्म) پر منحصر ہے یہی ہندو مذہب کا اخلاقی و روحانی اصول ہے۔

स यथाकर्म यथाश्रुतं एषः सम्परायः।
एष आत्मा ब्रह्मलोकं अभिसम्पद्यते
अथ य एतस्मिन्नस्मिन्नेव आत्मन्येवं विद्वान्......पुनरावर्तते न।

ترجمہ: جیسا اُس کا کرم ہے، ویسا ہی اُس کا انجام ہوتا ہے۔ جو اس آتما کو پہچان لیتا ہے، وہ دوبارہ نہیں لوٹتا (یعنی جنم کے چکر سے آزاد ہو جاتا ہے)۔ (چندوگیہ اُپنشد، ادھیائے 5، کھنڈ 10، منتر 7)

تشریح: یہ آیت نہ صرف پُنر جنم کی بات کرتی ہے بلکہ یہ بھی کہتی ہے کہ جو ''آتما'' اور ''برہمن'' کی سچائی جان لیتا ہے، وہ سنسار کے چکر سے مکتی (मोक्ष) پاتا ہے۔

خلاصہ: ہندومت میں پُنر جنم (Reincarnation) محض ایک مذہبی عقیدہ نہیں بلکہ ایک مکمل روحانی اور فلسفیانہ نظام (Spiritual Cycle) ہے، جس کی بنیاد آتما (आत्मा)، کرم (कर्म)، سنسار (संसार) اور موکش (मोक्ष) کے تصورات پر قائم ہے۔

ہندو فلسفے کے مطابق آتما (روح) ازلی و ابدی ہے؛ وہ نہ پیدا ہوتی ہے اور نہ فنا ہوتی ہے، بلکہ اپنے اعمال (کرم) کے مطابق بار بار مختلف جسم اختیار کرتی رہتی ہے۔

اس مسلسل جنم و مرن کے چکر کو سنسار کہا جاتا ہے۔ ہر نیا جنم گزشتہ زندگی کے

اعمال کا نتیجہ ہوتا ہے، لہٰذا انسان کی موجودہ زندگی، اس کی خوشیاں، تکالیف، سماجی حیثیت اور آئندہ زندگی سب اس کے کرم سے وابستہ سمجھی جاتی ہیں۔

ہندو عقیدے کے مطابق اس مسلسل پُنر جنم کا بنیادی مقصد روح کی تطہیر، اخلاقی ارتقا اور روحانی تکمیل ہے۔ اگر انسان نیک اعمال، سچائی، عدم تشدد، عبادت، یوگ، بھگتی (भक्ति) اور دھرم (धर्म) پر عمل کرتا ہے تو اس کے کرم بہتر ہوتے ہیں، جس کے نتیجے میں اسے اگلے جنم میں بہتر حالات یا اعلیٰ وجود حاصل ہوتا ہے۔ اس کے برعکس برے اعمال انسان کو دوبارہ کمتر انسانی یا حیوانی زندگیوں میں لے جا سکتے ہیں، جہاں اسے اپنے سابقہ کرموں کے نتائج بھگتنا پڑتے ہیں۔ اس روحانی سفر کا آخری اور سب سے بڑا مقصد موکش (मोक्ष) ہے، یعنی جنم و مرن کے نہ ختم ہونے والے چکر (سنسار) سے ہمیشہ کے لیے نجات حاصل کرنا۔ موکش کی حالت میں آتما تمام مادی خواہشات، کرم کے بندھن اور دنیاوی وابستگیوں سے آزاد ہو جاتی ہے۔

مختلف ہندو مکاتبِ فکر کے مطابق موکش کی کیفیت کی تشریح مختلف انداز سے کی گئی ہے؛ مثلاً ویدانت (वेदान्त) میں اسے برہمن (ब्रह्मन्) سے اتحاد یا اس کے قرب کا درجہ قرار دیا جاتا ہے، جبکہ یوگ (योग) اور بعض دیگر فلسفوں میں اسے کامل روحانی آزادی اور ابدی سکون کی منزل سمجھا جاتا ہے۔ اس طرح ہندومت میں انسانی زندگی کا حقیقی مقصد صرف دنیاوی کامیابی نہیں بلکہ روح کی ایسی پاکیزگی اور معرفت حاصل کرنا ہے جو اسے آخر کار موکش تک پہنچا دے۔

ہندودھرم میں 84 لاکھ یُونیوں (چوراسی لاکھ جنموں) کا عقیدہ

ہندودھرم میں پُنر جنم (पुनर्जन्म) کا نظریہ ایک بنیادی اور مرکزی عقیدہ ہے، جس کا ذکر اُپنشد، پران، گیتا اور اسمرتیوں میں بار بار ملتا ہے۔ اس نظریے کے مطابق روح (आत्मा) اپنے کرموں (اعمال) کے مطابق ایک جسم سے دوسرے جسم میں جنم لیتی رہتی

ہے، یہاں تک کہ وہ موکش (मुक्ति) یعنی نجات حاصل کر کے اس چکر سے آزاد ہو جائے۔

ہندو فلسفے میں کائنات کے تمام جانداروں کو یُونِی (योनि) یعنی جنسِ حیات کہا جاتا ہے، جن کی کل تعداد 84 لاکھ بتائی گئی ہے۔ روح اپنے کرم کے پھل کے مطابق کبھی انسان، کبھی جانور، کبھی پرندہ، کبھی درخت یا کبھی دیوتا کے روپ میں جنم لیتی ہے۔ یہی مسلسل جنم اور مرن کا چکر ہندومت میں سنسار چکر (संसार चक्र) کہلاتا ہے۔

درحقیقت یہی تصور پُنر جنم کے عقیدے کی توسیع ہے، جس کے مطابق روح (आत्मा) موکش حاصل کرنے سے قبل 84 لاکھ مختلف جیو یُونیوں (جاندار انواع) میں گردش کرتی رہتی ہے۔ لہٰذا ہندو فلسفے میں 84 لاکھ یُونیاں دراصل تمام ممکنہ جاندار انواع کی علامت ہیں، جن میں روح اپنے اعمال کے مطابق جنم لے سکتی ہے۔ تفصیل سے کے لئے درج ذیل شلوک دیکھیں:

जले जन्म सहस्त्राणि स्थले जन्म शतानि च।
कृमयोनीश्चलजनि जन्मानां चातुराश्रयम्॥
असंख्येयानि भूतानि चौरासी लक्षणानि च॥

(Padma Purana, Srsti-Khanda, Chapter 2, Verses 31-32)

ترجمہ: پانی میں (رہنے والی) مخلوقات کی بے شمار پیدائشیں ہیں، زمین پر بھی بے شمار پیدائشیں ہیں، کیڑے مکوڑوں اور حشرات کی بھی مختلف یُونیاں (اقسامِ حیات) ہیں، اور مجموعی طور پر چوراسی لاکھ (84 لاکھ) جاندار یُونیاں بیان کی گئی ہیں۔

चौरासी लक्षयोनीषु भ्रम्यते जीवसंज्ञकः।
कर्मणां फलमाप्नोति देहं वा पुनरश्नुते॥

(Garuda Purana, Preta Khanda 2.35 Anandasramaj Sanskrit Series Vol 36, Page 22)

ترجمہ: جیُو (روح) 84 لاکھ انواع و اقسام کی یُونیوں میں بھٹکتی ہے، اپنے اعمال (کرم) کے مطابق وہ پھل (جزا یا سزا) پاتا ہے اور بار بار مختلف جسم (دوبارہ جنم) دھارتا ہے۔

تشریح: یعنی مرنے کے بعد روح مختلف جیو-یونیوں میں جاتی ہے، جب تک کہ وہ موکش حاصل نہ کرلے۔

जलजा नव लक्षाणि, स्थावरा लक्ष विंशति।
कृमयो रुद्र संख्यकाः, पक्षिणां दश लक्षणम्॥
त्रिंशल्लक्षाणि पशवः, चतुर्लक्षाणि मानवाः॥

ترجمہ: آبی مخلوقات کی 9 لاکھ اقسام ہیں۔ درختوں اور نباتات (ساکن جانداروں) کی 20 لاکھ اقسام ہیں۔ کیڑے مکوڑوں اور حشرات کی 11 لاکھ اقسام ہیں۔ پرندوں کی 10 لاکھ اقسام ہیں۔ جانوروں کی 30 لاکھ اقسام ہیں۔ انسانوں کی 4 لاکھ اقسام ہیں۔ (پدما پران، سرشٹی کھنڈ، باب 78، شلوک 5)

اس طرح کل ملا کر 84 لاکھ (8400000) یُونیاں (जीव-योनियाँ) بیان کی گئی ہیں۔

देव तिर्यङ्नरादीनां देहभेदोऽसि नित्यशः।
तत्र तत्रैव भूतात्मा कर्मानुरूपतो भवेत्॥

ترجمہ: اے بھگوان! روح بار بار دیو، جانور، انسان وغیرہ کے مختلف جسم اختیار کرتی ہے؛ یہ سب اُس کے کرم کے مطابق ہوتا ہے۔

(شریمد بھاگوت پران، اسکند 3، باب 31، شلوک 21، ترجمہ: سوامی تپسیانند، ص: 423)

تشریح: یہ یوگ، کرم، اور آواگون کی مکمل فلسفیانہ وضاحت ہے کہ روح بار بار جسم بدلتی ہے، حتیٰ کہ موکش پائے۔

असङ्ख्येयानि भूतानि चौरासी लक्षणानि च।
तत्र तत्रैव सञ्जातं कर्मानुरूपतो भवेत्॥

ترجمہ: جانداروں کی اقسام لاتعداد ہیں (اور یہ) چوراسی لاکھ (84 لاکھ) اقسام کی تخلیقات ہیں۔ (ان میں سے) جس بھی نوع میں روح جنم لیتی ہے، وہ

اس کے گزشتہ اعمال (کرم) کے مطابق ہوتا ہے۔

(وشنو پران، حصہ دوم (اَمش 2)، باب 3، شلوک 43)

خلاصہ: یعنی جس طرح ہندو دھرم میں 84 لاکھ یُونیوں (چوراسی لاکھ جنموں) اور پُنر جنم (पुनर्जन्म) کا عقیدہ روح کے بار بار جنم لینے اور آخرکار موکش (मुक्ति) کے ذریعے نجات پانے کے نظریے پر مبنی ہے۔

اسی طرح آخرت کا تصور دیگر مذاہب میں روح کی نجات یا سزا کے عقیدے سے جڑا ہوا ہے۔ فرق یہ ہے کہ ہندو فلسفے میں روح کرموں (اعمال) کے مطابق مختلف جنموں میں آتی جاتی ہے، جب تک وہ پاک ہوکر موکش نہ پالے، جب کہ اسلام، عیسائیت اور یہودیت میں روح کے لیے ایک ہی زندگی اور اس کے بعد قیامت کے دن حساب و جزا کا تصور ہے، جہاں انسان کو اپنے اعمال کے مطابق جنت یا دوزخ میں مقام ملتا ہے۔ اس طرح ہندومت میں موکش دراصل وہی مفہوم رکھتا ہے جو دیگر مذاہب میں آخرت کی نجات کے تصور کے طور پر پایا جاتا ہے۔

ہندودھرم میں سُورگ اور نرک کا ذکر

ہندودھرم کے مطابق سورگ (स्वर्ग) اور نرک (नरक) انسان کے نیک و بد اعمال (کرم) کے نتائج ہیں، جہاں روح اپنے کیے ہوئے اعمال کا پھل بھگتتی ہے۔ تاہم یہ دونوں دائمی مقامات نہیں بلکہ عارضی روحانی حالتیں ہیں۔ جب پُنّیہ یا پاپ کے اثرات ختم ہو جاتے ہیں تو روح دوبارہ پُنر جنم (पुनर्जन्म) کے ذریعے دنیا میں آتی ہے۔ ہندو فلسفے میں اصل اور آخری مقصد موکش (मोक्ष) ہے، جس کے بعد روح جنم و مرن کے چکر، سورگ اور نرک، سب سے بلند ہوکر برہمن سے یکتائی حاصل کر لیتی ہے۔ ذیل میں ہندو مذہب کی مستند مذہبی کتب میں مذکور سورگ (स्वर्ग) اور نرک (नरक) کا ذکر حوالے کے ساتھ درج کیا جاتا ہے جیسے:

رِگ وید میں سورگ (स्वर्गलोक) کا تصور

यत्रानन्दश्च मोदश्च मुदः प्रमुद आसते।
कामस्य यत्राप्ताः कामास्तत्र माममृतं कृधि॥

ترجمہ: ''اے (اِندر)! جہاں آنند (خوشی) اور مود (سرور) پائے جاتے ہیں، جہاں تمام خواہشات کی تکمیل ہوتی ہے، مجھے اس مقام پر لے جا کر امر (لافانی) بنادو''۔ (رِگ وید، منڈل9، سکت113، منتر7)

यत्र राजा वैवस्वतो यत्रावरोधनं दिवः।
यत्रापा तन्वः सन्ना यत्रामूस्तत्र माममृतं कृधि॥

ترجمہ: ''جہاں ویوسوت (یمراج) بادشاہ ہیں، جہاں آسمان کا دروازہ (یا مقام) ہے، جہاں قدیم آباء واجداد (پِتر) بستے ہیں، مجھے وہاں لے جا کر امر بنادو''۔
(رِگ وید، منڈل9، سوکت113، منتر7 سے9)

अद्रिवः पिब सोममिन्द्र गा स्वर्ग उन्नयन्।
पितरः परमं गताः॥,यत्रा नः पूर्वजा उता

ترجمہ: اے اندر! سَوم (Som) پی اور ہمیں اس سورگ میں لے جا، جہاں ہمارے باپ دادا (پِتر) جا چکے ہیں، اور سب سے اعلیٰ مقام حاصل کیا ہے۔
(رِگ وید، منڈل9، سکت113، منتر9)

تشریح: ''سورگ'' کو یہاں خوشی اور نیک اعمال کے پھل کی جگہ بتایا گیا ہے۔ یہ ''پِتر لوگ'' (آباؤاجداد کی روحوں کا عالم) ہے، جہاں نیک روحیں عارضی طور پر قیام کرتی ہیں۔

اَتھرووید میں نرک کا تصور

य एतान् देवान् न विद्मस्त एनं नारकं लोकं न विद्मः।

ترجمہ: جو لوگ ان دیوتاؤں (اعلیٰ صفات) کو نہیں جانتے، وہ اس نارک لوک (تاریک/پست دنیا) کو بھی نہیں جانتے (جس میں وہ اپنے اعمال

کے سبب گرتے ہیں)۔(اتھروویدکاں ڈ10،سوکت3،منتر8)

تشریح: یہ"نرک" کا سب سے قدیم ویدک حوالہ ہے یہاں اسے گناہ کی سزا کا مقام کہا گیا ہے۔مگر مستقل نہیں سزا بھگتنے کے بعد روح دوبارہ جنم لیتی ہے۔

منواسمرتی میں کرم اور نرک کا تصور

अवेक्षेत गतीर्नॄणां कर्मदोषसमुद्भवाः।
निरये चैव पतनं यातनाश्च यमक्षये॥

ترجمہ: انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے گناہوں (برے اعمال) سے پیدا ہونے والی انسانی زندگی کی مختلف حالتوں (جنموں) پر غور وفکر کرے،اور ساتھ ہی یہ سوچے کہ کس طرح (ان گناہوں کے سبب) انسان نرک (جہنم) میں گرتا ہے اور یم لوک (عذاب کے مقام) میں طرح طرح کی سخت اذیتیں اور تکلیفیں اٹھاتا ہے۔

(منوسمرتی،باب12،شلوک21)

تشریح: اس شلوک کا خلاصہ یہ ہے کہ انسان کو اپنے برے اعمال کے نتیجے میں ملنے والی روحانی پستی اور اگلی زندگی کی سخت آزمائشوں پر غور کرنا چاہیے،تاکہ وہ خوفِ خدا اور انجام کی فکر میں مبتلا ہو کر گناہوں سے باز رہے۔یہ فکر انسان کو پاکیزہ زندگی گزارنے اور خود کو اخلاقی عذاب سے بچانے کی ترغیب دیتی ہے۔

گیتا میں آواگون اور سورگ و نرک تصور

त्रैविद्या मां सोमपाः पूतपापा
यज्ञैरिष्ट्वा स्वर्गतिं प्रार्थयन्ते।
ते पुण्यमासाद्य सुरेन्द्रलोकं
अश्नन्ति दिव्यान् दिवि देवभोगान्॥
ते तं भुक्त्वा स्वर्गलोकं विशालं
क्षीणे पुण्ये मर्त्यलोकं विशन्ति॥

ترجمہ: جو تین ویدوں کو ماننے والے ہیں اور سوَم پیتے ہیں، وہ یگیہ کر کے سورگ کی راہ چاہتے ہیں۔ وہ سورگ میں جا کر دیوی انعامات کا انند لیتے ہیں۔ مگر جب ان کے پُنّیہ (نیک عمل) ختم ہو جاتے ہیں، تو وہ پھر مرتیۡ لوک (زمین) پر واپس آ جاتے ہیں۔ (بھگوات گیتا 9.20-21)

تشریح: اس سے واضح ہوتا ہے کہ سورگ عارضی ہے، جب نیک کرم ختم ہو جائیں تو روح دوبارہ پرتھوی لوک (دنیا) میں آتی ہے۔ یعنی سورگ و نرک محض ''آواگون'' کے پڑاؤ ہیں، ہمیشہ کے لیے نہیں۔

کرم پُران میں نرک کا تصور

नरकाणां शतान्याहुः पापिनां कर्मसञ्चयान्।
तत्र तत्रेति पापात्मा यावत् पापं क्षयं नयेत्॥

ترجمہ: گنہگاروں کے اعمال کے مجموعے (جمع شدہ گناہوں) کی وجہ سے سینکڑوں نرک (جہنم کے مقامات) بتائے گئے ہیں۔ وہاں گنہگار روح اس وقت تک تکلیف اٹھاتی ہے جب تک کہ اس کے گناہوں کا پھل ختم نہ ہو جائے۔

(کرم پُران، دوسرا حصہ، باب 33، شلوک 40)

تشریح: یہاں ''نرک'' کو سزا کے عارضی لوک کے طور پر بیان کیا گیا۔ پاپی روحیں وہاں تک رہتی ہیں جب تک کرم کا اثر ختم نہ ہو۔ اس کے بعد وہ دوبارہ جنم (Rebirth) لیتی ہیں۔

گروڑ پُران میں سورگ نرک کا تصور

स्वर्गं सुकृतमिच्छन्ति नरकं पापिनस्तथा।
स्वर्गं सुखमयं प्रोक्तं नरकं दुःखसंयुतम्॥

ترجمہ: نیک اعمال کرنے والے (پُنّیہ آتما) جنت (سورگ) کی خواہش رکھتے ہیں، اور گناہگار (پاپی) اپنے برے اعمال کے نتیجے میں نرک (جہنم) کو پاتے

ہیں۔سورگ کو سکھ (خوشی) سے معمور مقام قرار دیا گیا ہے اور نرک کو دکھ (اذیت) سے بھرا ہوا بتایا گیا ہے۔ (گروڑ پران، پریت کھنڈ، باب35، شلوک38)

تشریح: یہ شلوک ہندو مذہب کے مطابق اس عقیدے کو بیان کرتا ہے کہ انسان کو اس کے اعمال کے مطابق جزا یا سزا ملتی ہے۔ نیک اعمال کرنے والے سورگ کی نعمتیں حاصل کرتے ہیں، جبکہ برے اعمال کرنے والے نرک کے عذاب سے دوچار ہوتے ہیں۔

اگنی پُران میں سورگ کا تصور

स्वर्गो नित्यं न ति ष्ठन्ति पुण्यकर्मक्षये नराः।
नरकं चातिक्रम्यन्ति पापक्षये पुनर्भवः॥

ترجمہ: نیک کرم والے لوگ سورگ میں ہمیشہ نہیں رہتے؛ جب پُنّیہ ختم ہو جائے تو وہ واپس آ جاتے ہیں۔ ایسے ہی پاپ ختم ہونے پر نرک سے بھی نکل آتے ہیں، اور پھر جنم لیتے ہیں۔ (اگنی پُران 212.4)

اپنشد میں سورگ و نرک کا روحانی ذکر

उत्तिष्ठत जाग्रत प्राप्य वरान्निबोधत।
क्षुरस्य धारा निशिता दुरत्यया दुर्गं पथस्तत् कवयो वदन्ति॥

ترجمہ: اٹھو! بیدار ہو جاؤ! اور اعلیٰ علم رکھنے والے گروؤں (اساتذہ) کے پاس جا کر حقیقت کو جانو۔ عقل مند لوگ اس راستے (راہِ حق) کو اتنا ہی کٹھن اور خطرناک بتاتے ہیں جیسے استرے کی تیز دھار پر چلنا، جس پر چلنا انتہائی مشکل ہے۔
(کٹھ اُپنشد، پہلا باب، تیسری ولی، منتر14)

تشریح: یہاں ''سورگ'' اور ''نرک'' کو روحانی علامتوں کے طور پر لیا گیا ہے یعنی ''گیان'' = سورگ (روشنی)، ''اگیان'' = نرک (اندھیرا)۔ یہ بعد میں ''ادویت ویدانت'' فلسفے میں مکمل ہو جاتا ہے۔

بھاگوت پُران میں 28 نرکوں کا ذکر

''شریمد بھاگوت پُران''، (اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 6 تا 33) میں اٹھائیس (28) نرکوں (دوزخ) کا تفصیلی ذکر ملتا ہے۔ ان نرکوں میں مختلف اقسام کے گناہوں کے مطابق الگ الگ سزائیں بیان کی گئی ہیں، جہاں روح اپنے پاپ کرم (گناہوں) کا پھل بھگتتی ہے۔

ان سزاؤں کی مدت دائمی نہیں بلکہ کرم پھل کے خاتمے تک محدود ہوتی ہے، جس کے بعد روح دوبارہ پُنر جنم (पुनर्जन्म) کے ذریعے دنیا میں آتی ہے۔ یہاں ہر نرک کے ساتھ اس کا مختصر مفہوم اور متعلقہ شلوک نمبر درج ہے:

۱۔ तामिस्र: ان لوگوں کے لیے جو ظلم کرتے ہیں، چوری کرتے ہیں یا دوسروں کا مال ناجائز طور پر چھین لیتے ہیں۔ (شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 6)

۲۔ अन्धतामिस्र: ان دھوکہ بازوں، جھوٹ بولنے والوں اور کفر کرنے والوں کے لیے جو لوگوں کو فریب دیتے ہیں۔ (شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 7)

۳۔ रौरव: ان اذیت دینے والوں اور قاتلوں کے لیے جو جانداروں کو دکھ دیتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 8)

۴۔ महारौरव: ان ظالموں کے لیے جو جانوروں یا کمزوروں پر تشدد کرتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 9)

۵۔ कुम्भीपाक: ان کے لیے جنہوں نے برہمن، گائے یا بے گناہ کو قتل کیا ہو۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 10)

۶۔ कालसूत्र: ان کے لیے جو اپنے والدین، استاد یا دیوتاؤں کی توہین کرتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 11)

۷۔ असिपत्रवन: ان کے لیے جو دھرم اور ویدوں کی تضحیک کرتے ہیں یا جھوٹے گرو

بنتے ہیں۔(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 12)

۸۔ सूकरमुख: ان جھوٹے، مکار اور فریب کار لوگوں کے لیے جو دوسروں کو نقصان پہنچاتے ہیں۔(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 13)

۹۔अन्धकूप: ان کے لیے جو ظلم کرتے ہیں، مہمان کو رد کرتے ہیں یا رحم دل نہیں ہوتے۔
(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 14)

۱۰۔कृमिभक्षण: ان کے لیے جو غیبت کرتے ہیں یا دوسروں کی بد گوئی میں مشغول رہتے ہیں۔
(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 15)

۱۱۔सञ्जीवन: قاتلوں کے لیے جو بار بار قتل کرتے ہیں یا ظلم سے لوگوں کو مارتے ہیں۔
(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 16)

۱۲۔महानिरय: مغرور بادشاہوں اور ظالم حاکموں کے لیے جو رعایا پر ظلم کرتے ہیں۔
(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 17)

۱۳۔तापन: ان کے لیے جو دھرم کی توہین کرتے ہیں یا مذہبی اصولوں کا مذاق اڑاتے ہیں۔
(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 18)

۱۴۔संप्रतापन: جھوٹے وعدے کرنے والوں، عہد توڑنے والوں اور جھوٹی قسم کھانے والوں کے لیے۔(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 19)

۱۵۔सूचिमुख: رشوت خور، چور اور حرام خوری کرنے والوں کے لیے۔
(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 20)

۱۶۔वैतरणी: بے رحم، ظالم اور سنگ دل انسانوں کے لیے۔
(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 21)

۱۷۔पूतिमृत: ناپاک اور بدبودار زندگی گزارنے والوں، ناپاک کھانا کھانے والوں کے لیے۔
(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 22)

۱۸۔प्राणरोध: ان کے لیے جو بلا وجہ جانداروں کی جان لیتے ہیں۔
(شریمد بھا گوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 23)

۱۹۔विशसन: ظالم بادشاہوں اور حکمرانوں کے لیے جو رعایا پر زیادتی کرتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 24)
۲۰۔लालाभुक: شرابیوں، دھوکے بازوں، فریب کاروں کے لیے جو حرام کماتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 25)
۲۱۔ सरमेयादन: جھوٹے گواہ، جھوٹے مقدمے کرنے والے اور انصاف بگاڑنے والے لوگوں کے لیے۔(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 26)
۲۲۔अवीचि: دہریوں اور ناستکوں کے لیے جو خدا اور روحانی سچائی کا انکار کرتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 27)
۲۳۔आय:पान: شراب نوشوں اور مذہبی اصولوں کا مذاق اڑانے والوں کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 28)
۲۴۔क्षारकर्दम: ناپاک کھانے پینے والوں اور دھوکہ دینے والوں کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 29)
۲۵۔राक्षोगणभोजन: ان کے لیے جو دوسروں کا مال، جائداد یا محنت ہتھیا لیتے ہیں۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 30)
۲۶۔पायपाक: ناجائز رشتے رکھنے والوں اور اخلاقی زوال میں مبتلا افراد کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 31)
۲۷۔प्ररोहन: ظالم قاتلوں اور خون بہانے والوں کے لیے۔
(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 32)
۲۸۔उत्तापन: ان کے لیے جو اپنے گناہوں پر شرمندہ نہیں ہوتے اور ندامت کے بغیر گناہ دہراتے ہیں۔(شریمد بھاگوت پُران، اسکندھ 5، ادھیائے 26، شلوک 33)

اس طرح ہندو دھرم کے مطابق سورگ (स्वर्ग) اور نرک (नरक) دونوں کرم (اعمال) کے نتیجے میں پیدا ہونے والی عارضی روحانی حالتیں ہیں، نہ کہ ابدی مقامات۔

روح (आत्मा) کے اعمال ہی یہ طے کرتے ہیں کہ وہ مرنے کے بعد کہاں جائے گی نیک کرم (पुण्य कर्म) کے اثر سے وہ سورگ میں دیوی نعمتوں کا آنند لیتی ہے، جب کہ پاپ کرم (पाप कर्म) کے سبب نرک میں اپنے گناہوں کی سزا بھگتی ہے۔ لیکن یہ دونوں مقام ہمیشہ کے لیے نہیں؛ جب اعمال کا اثر (کرم فل) ختم ہو جاتا ہے، تو روح ایک نئے جنم (पुनर्जन्म) کے لیے پرتھوی لوک (دنیا) میں واپس آتی ہے۔ یوں سورگ اور نرک دراصل روح کی "تعلیم گاہیں" ہیں، جہاں وہ اپنے اعمال کے مطابق تجربہ حاصل کرتی ہے تاکہ اگلے جنم میں بہتر دھرم کی طرف راغب ہو سکے۔

موکش (मुक्ति) یا نجات کا نظریہ اس فلسفے کا آخری مقصد ہے جب آتما (روح) گیان (سچائی کا عرفان) اور وِویک (ادراک) کے ذریعے یہ جان لیتی ہے کہ وہ دراصل برہمن (خدا) ہی کا حصہ ہے، تو وہ دوبارہ جنم کے چکر (आवा-गमन/संसार चक्र) سے آزاد ہو جاتی ہے۔ ایسے شخص کے لیے نہ سورگ کی لالسا باقی رہتی ہے نہ نرک کا خوف، کیونکہ وہ جان لیتا ہے کہ جنت و دوزخ دونوں عارضی ہیں، اصل حقیقت اس "ادویت" (غیر دوئی) کی ہے جس میں روح اور خدا ایک ہو جاتے ہیں۔ یہی روحانی یکتائی (Self-realization) ہندو فلسفے کا اعلیٰ ترین ہدف ہے سورگ و نرک سے ماورا، برہمن میں استھت (محفوظ) ہونا۔

خلاصۂ بحث

ہندودھرم کی قدیم تحریروں (وید، اُپنشد، گیتا اور پُران) کا بنیادی پیغام وحدتِ مطلق یعنی ایک ابدی، بے شکل اور ہمہ گیر حقیقت برہمن (ब्रह्मन्) ہے۔ ویدک دور میں عبادت کا مرکزی انداز نِرا کار (بے شکل) تھا: یگیہ، منتر اور دھیان کے ذریعے اس لاشکل حقیقت کو پکارا جاتا رہا اور واضح الفاظ میں کہا گیا کہ خدا کی کوئی مورت یا جسمانی شکل نہیں۔ بعد کے فلسفیانہ اُپنشدی دور نے اس تصور کو فلسفیاتی زبان میں بڑھایا کہ آتما (روح) اسی برہمن کی چنگاری ہے اور موکش (نجات) اسی ادویت (غیر دوئی) کے ادراک سے حاصل ہوتی ہے۔

عوامی تجربے اور تاریخ کے دوران اس واحد تصور نے مختلف شکلیں اختیار کیں: برہمن کی صفات الگ الگ ناموں میں جلوہ گر ہوئیں (اگنی، اندر، وشنو، شیو وغیرہ) اور یہ صفاتی تقسیم رفتہ رفتہ عوامی دیوتاؤں، مورتیاں اور مندرات کی صورت میں منظم ہوئی یعنی ویدک توحید سے عوامی بہُد یو واد (Polytheism) کی طرف ارتقائی عمل۔

پُرانک اوتار واد نے وشنو کو دنیا میں ظہور دینے والا مانا، اور دس اوتار جیسے قصّے (متسیہ، رام، کرشن وغیرہ) عوامی داستانی اور اخلاقی بنیادیں بن گئیں؛ مگر جدید ہندو مفکرین نے اوتار کو علامتی یا روحانی معنی میں سمجھا یا یعنی خدائی شعور کا کسی انسان میں پرکٹ ہونا، جو اسلامی تصورِ نبوت کے کچھ روحانی نکات کے ساتھ قرابت رکھتا ہے۔

آخرت اور جزا وسزا کے معاملے میں ہندو اور اسلامی نقطۂ نظر بنیاداً مختلف ہیں۔ ہندو روایت میں آخرت کا فریم سنسار کرم پُنر جنم ہے: روح فنا نہیں ہوتی بلکہ اعمال (کرم) کے مطابق متعدد جنم لیتی ہے؛ اچھے اعمال کے عارضی پھل سورگ (جنت) کی صورت میں ملتے ہیں اور برے اعمال کی سزا نرک (دوزخ) میں ہوتی ہے، مگر دونوں مقام وقتی ہیں جب کرم ختم ہوں تو روح دوبارہ جنم لیتی ہے۔ حتمی ہدف موکش ہے برہمن کے ساتھ یکجائی اور جنم مرن کے چکر سے رہائی۔ اس میں 84 لاکھ یُونیوں اور تفصیلی نرک و سورگ کی اقسام جیسی روایات ملتی ہیں جو اعمالی ارتقاء کو تجریدی انداز میں سمجھاتی ہیں۔

اس کے مقابلے میں اسلام کا تصورِ آخرت بالکل مختلف، قطعی اور اور غیر چکروی (Non-cyclical) ہے۔ اسلام کے مطابق انسان کو دنیا میں صرف ایک ہی زندگی عطا کی گئی ہے۔ اس کے بعد موت واقع ہوتی ہے، پھر عالمِ برزخ کا مرحلہ آتا ہے، اس کے بعد قیامت برپا ہوگی، تمام انسان دوبارہ زندہ کیے جائیں گے، اور اللہ تعالیٰ کے حضور ان کے تمام اعمال کا مکمل اور منصفانہ حساب ہوگا۔

اس حساب کے نتیجے میں اہلِ ایمان و صالحین کو ہمیشہ کے لیے جنت اور کفار و

مستحقینِ عذاب کو ہمیشہ کے لیے جہنم میں داخل کیا جائے گا۔ اسلام میں نہ دوبارہ دنیا میں آنے (تناسخِ ارواح یا پُنر جنم) کا کوئی تصور ہے اور نہ ہی جنت وجہنم کو عارضی مقامات قرار دیا گیا ہے، بلکہ یہ دونوں ابدی اور دائمی انجام ہیں۔

اسی بنا پر اسلام میں آخرت کو انسان کی زندگی کا آخری اور فیصلہ کن مرحلہ سمجھا جاتا ہے، جہاں ہر شخص اپنے ایمان اور اعمال کے مطابق دائمی جزا یا دائمی سزا پائے گا۔ اس کے برعکس ہندو فلسفے میں سورگ (स्वर्ग) اور نرک (नरक) عارضی مقامات ہیں، جہاں روح اپنے کرم (اعمال) کا پھل بھگتنے کے بعد دوبارہ جنم لیتی ہے اور یہ سلسلہ اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک اسے موکش (मोक्ष) حاصل نہ ہو جائے۔

اس طرح دونوں مذاہب کے تصورِ آخرت میں بنیادی فرق یہ ہے کہ ہندو فلسفے میں جزا و سزا اصلاحی، ارتقائی اور عارضی نوعیت کی ہے، جب کہ اسلام میں جزا و سزا حتمی، قطعی اور ابدی ہے، اور انسان کو دنیاوی زندگی کا دوبارہ کوئی موقع نہیں دیا جاتا۔

متونِ مقدس، لغوی تجزیے اور تاریخی روایات کی روشنی میں کچھ قابلِ غور مماثلتیں بھی سامنے آتی ہیں: مثلاً پرانوں میں موجود آدی منو کا قصّہ (مَنو کی کشتی، سیلاب اور نسلِ نو کا آغاز) اور ابراہیمی روایتِ نوحؑ میں واضح تشابہ پایا جاتا ہے۔

اسی طرح وید کے شلوک میں مذکور نرا شنس (नराशंस)، لفظی طور پر ''تعریف کیا ہوا انسان'' کے معنٰی دیتا ہے اور جس کے اوصاف (عالمی تعریف، محبوبیت، غیبی علم، ریگستانی سواری اونٹ، وغیرہ) پر مبنی موازنہ بعض مسلم مفسرین نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملایا ہے۔ یہ مماثلتیں معنی خیز اور دلچسپ ہیں، مگر تاریخی اور نصی ثبوت کی نوعیت میں محتاط تجزیہ درکار ہوتا ہے مماثلت بذاتِ خود لازماً بحیثیت قطعی ثبوت تطبیقِ شخصی یا وحیانی یکسانیت تسلیم نہیں کی جاسکتی۔

ہندو شاستروں کی عمیق اور کلاسیکی تعلیم بنیادی طور پر توحیدِ صفاتی/مطلق کی حامل ہے، مگر عوامی ارتقائی عمل نے اسے ساکار، اوتار اور مورتی پوجا کی شکل دی۔ اسلام میں توحیدِ

مطلق اور نبوت/ قیامت کا تصور زیادہ صریح، واحد اور قطعی ہے۔ دونوں روایات اخلاقی ذمہ داری، اعمالِ صالحہ اور روحانی بیداری پر زور دیتی ہیں؛ اختلاف بنیادی طور پر اس بات میں ہے کہ انسان اور کائنات کی تقدیر کو کس فریم میں دیکھا جائے چکرِ تناسخ واصلاح یا ایک مرتبہ آنے والا، امتحان اور ابدی انجام۔

❁❁❁

دعاؤں کا طالب
مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

مصنف کا مختصر تعارف

نام: مفتی محمد سرور فاروقی ندوی

ولدیت: جناب محمد حنیف فاروقیؒ

تاریخ پیدائش: ایک جولائی ۱۹۶۸ء - محمد پور گونتی، محلہ پورب، ضلع فتحپور ہسوہ، یو پی، انڈیا

دینی تعلیم:

تجوید قرآن الکریم: روایت حفص (دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

عالمیت، فضیلت، افتاء: دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ، یو پی انڈیا

تدریبی کورس: "جامعہ اسلامیہ" مدینہ منورہ (سعودی عرب)

اختصاص:

تفسیر قرآن الکریم اور فقہ: دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

عصری تعلیم:

ہائی اسکول و انٹر میڈیٹ: یو پی بورڈ، الہ آبادہ

بی، اے (B.A.)، ایم، اے (M.A.): لکھنؤ یونیورسٹی، لکھنؤ

اردو کی تعلیم:

ادیب ماہر، ادیب کامل، معلم: جامعہ اردو، علی گڑھ

ہندی و سنسکرت کی اعلیٰ تعلیم (الہ آباد)

تدریسی و تحقیقی خدمات:

- شعبۂ صحافت ولسانیات: دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
- کلیۃ الدعوۃ والاعلام: دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ
- رفیق علمی: مجلس تحقیقات، دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ

موجودہ ذمہ داریاں

رفیق علمی	:	**مجلس تحقیقات** (دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)
صدر	:	**جمعیت پیام امن** (لکھنؤ)
ناظم و بانی	:	**جامعہ دار ارقم** (فتحپور)
ناظم	:	**جامعہ دار التوحید الاسلامی** (لکھنؤ)
مینیجر	:	**J.D.C. اسکول** (فتحپور)
صدر	:	**قرآن ریسرچ اکیڈمی** (لکھنؤ)
ڈائرکٹر	:	**مکتبہ پیام امن** (لکھنؤ)

قرآنی خدمات

"**قرآن کا پیغام**" قرآن مجید کا ہندی ترجمہ

"**معانیٔ قرآن الکریم**" قرآن مجید کا لفظی اردو ترجمہ

"The Holy Qur'an" قرآن مجید کا انگریزی ترجمہ

"**تفسیر فاروقی**" قرآن مجید کی ہندی تفسیر مکمل سات جلدوں میں

"**معانی القرآن الکریم**" قرآن مجید کی مختصر تفسیر (اردو)

"**معانی القرآن الکریم**" قرآن مجید کی مختصر تفسیر (ہندی)

"**لغات القرآن الکریم**" قرآن مجید کا ترجمہ اور الفاظ کی لغوی، صرفی، نحوی ترکیب

مفتی محمد سرور فاروقی ندوی کی تصانیف

اردو کتابیں

۱۔معانی قرآن الکریم
(لفظی ترتیب کے اعتبار سے رواں اردو ترجمہ)
۲۔قرآنی آیات اور اسلامی معاشرہ
۳۔ہندوستان میں قرآن کے ترجمے وتفاسیر کا مختصر تعارف
۴۔تفسیر کا بنیادی مأخذ اور مفسر کی خصوصیت
۵۔قرآن میں انسان کا مقام اور اس کا اعلیٰ مقصد
۶۔قرآن کی دعوت اور اسلامی جہاد
۷۔قرآن کے مثالی نمونے اور لازوال معجزہ
۸۔کائنات کے عجائبات اور انسان کا اللہ سے تعلق
۹۔کلمۂ طیبہ کی حقیقت اور اس کے تقاضے
۱۰۔اللہ تعالیٰ کا تعارف اور کلمۂ شہادت کے فضائل
۱۱۔اسلامی کویز (سوال وجواب کی روشنی میں)
۱۲۔کفر وشرک کی حقیقت (شریعت کی روشنی میں)
۱۳۔کفر، شرک اور فسق کا ذکر اور صحابہ سے متعلق عقیدہ
۱۴۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت کے انمول موتی
۱۵۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مختصر سیرت مستند کتب کی روشنی میں
۱۶۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جزیرۂ عرب
۱۷۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کریمانہ اخلاق اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت
۱۸۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حلیہ مبارک اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنتیں
۱۹۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صفات احادیث کی روشنی میں
۲۰۔اعمال صالحہ حصہ اول (حقوق اللہ)
۲۱۔اعمال صالحہ حصہ دوم (حقوق العباد)
۲۲۔خاتم النبیین (قرآن کی روشنی میں)
۲۳۔نبیوں کی سیرت (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۲۴۔اعمال کو باطل کرنے والی چیزیں اور نیت کی اہمیت
۲۵۔مسلمانوں کے فرقے اور ان کے عقائد
۲۶۔حرام، حلال اور مباح چیزیں
۲۷۔اخلاص کی فضیلت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۲۸۔آخرت کا عقیدہ (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۲۹۔تعداد ازدواج اور اسلام (مذاہب عالم کی روشنی میں)
۳۰۔مستند مسنون دعائیں
۳۱۔امت محمدیہ کی عزت کا معیار اور بنی اسرائیل
۳۲۔اسلام میں جزیہ، خراج اور ذمیوں کے اختیارات
۳۳۔جہاد آتنکواد اور اسلام
۳۴۔داڑھی کی اہمیت (شریعت کی روشنی میں)
۳۵۔مدارس اسلامیہ کے نصاب کا تاریخی جائزہ اور ہندی زبان کی ضرورت
۳۶۔جنات وشیاطین کا تعارف اور معالج کی صفات
۳۷۔قیامت تک کے فتنے
(رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی کی روشنی میں)
۳۸۔اسلام کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر
۳۹۔غیر عربی رسم الخط (فانٹ) میں قرآن کی
اشاعت (شریعت کی روشنی میں)
۴۰۔دعوت کی ذمہ داری (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۴۱۔آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہاں کب اور کون؟
۴۲۔حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر اور مورتی پوجا کی ممانعت ویدوں کی دنیا میں
۴۳۔ہندودھرم فرقے تنظیمیں اور اداروں کا تعارف
۴۴۔غیر مسلموں میں طریقۂ دعوت
۴۵۔اسلام کے خلاف الزامات اور اس کی دعوت کا اثر انسانی دنیا پر
۴۶۔بدھ مت اور اسلام
۴۷۔غیر مسلموں سے تعلقات اور مذہبی آزادی
۴۸۔اسلام میں غیر مسلموں کے حقوق
۴۹۔غیر مسلموں سے دوستی یا دشمنی اعتراضات کے تناظر میں
۵۰۔عطیات قدرت اور دولت کی پیدائش
۵۱۔قرآن کے مطابق دولت کا استعمال
۵۲۔اللہ کی طرف سے رزق کی تقسیم اور کمزور طبقے کی کفالت
۵۳۔اسلامی معاشیات کا تقابلی جائزہ
۵۴۔اسلام میں تجارت کا طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۵۵۔اسلام کا زرعی نظام (شریعت کی روشنی میں)
۵۶۔جنت کے حالات اور جنت کی نعمتوں کا ذکر
۵۷۔جہنم کے حالات اور جہنمی (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۵۸۔کاغذی نوٹ اور بیع کی حقیقت
۵۹۔اسلامی قانون وراثت اور میراث کی تقسیم
۶۰۔مسافر اور سفر کے مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۶۱۔عید اور قربانی کی حقیقت اور اس سے متعلق مسائل
۶۲۔عمرہ کا آسان طریقہ
۶۳۔حج اور عمرہ کا مکمل طریقہ
۶۴۔روزہ، تراویح، صدقہ اور اعتکاف کے احکام ومسائل

۶۵۔طلاق کا اسلامی طریقہ (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۶۶۔صدقۂ فطر اور عقیقہ سے متعلق مسائل
۶۷۔زکوۃ اور مصارفِ زکوۃ
۶۸۔اسلامی پردہ اور آزاد معاشرے کی بربادی
۶۹۔محرم کی حقیقت اور عاشوراء کے واقعات، اسلامی جنتری اور اعمال
۷۰۔زبردستی اسلام قبول کروانے کی ممانعت اور اسلامی جہاد
۷۱۔غیر مسلموں سے متعلق مسائل (شریعت کی روشنی میں)
۷۲۔وفات سے پہلے رسول کریم ﷺ کی امت کو نصیحتیں
۷۳۔دعا کی قبولیت کے اوقات وآداب اور مانگنے کا طریقہ
۷۴۔صحابہ کی سیرت (تاریخ کی روشنی میں)

عربی کتابیں

۷۵۔أهمية المرأة فی ضوء القرآن والسنة
۷۶۔الإنسان فی ضوء القرآن والسنة
۷۷۔نبذة عن صفات رسول الله ﷺ
۷۸۔غزوة حنين والطائف فی ضوء القرآن والسنة
۷۹۔أسباب تحبط الأعمال وأهمية النية فی ضوء القرآن والسنة
۸۰۔الفتن الواقعة إلى قيام الساعة فی ضوء القرآن والسنة
۸۱۔النبی الخاتم من، متى، وأين
۸۲۔الهندوسية فرقها، عقائدها، منظماتها، آهدافها
۸۳۔أهمية الدعوة والتبليغ فی ضوء القرآن والسنة
۸۴۔ذكر سيدنا محمد ﷺ والمنع عن عبادة
الأوثان فی الكتب الهندوسيه
۸۵۔أهمية المرأة فی ضوء القرآن والسنة

انگریزی

۸۶۔قرآن (20X3016)
۸۷۔اسلام؟
۸۸۔محمد ﷺ اینڈ دا اسٹیٹس آف ورشپ
۸۹۔اذان اے کالنگ فار ہیومینیٹی
۹۰۔بیسک ٹیچنگ آف اسلام
۹۱۔محمد دی لاسٹ پرفٹ انڈر دی شیڈ آف وید
۹۲۔ہندو ریلیجین اٹس سیکٹ آرگنائزیشن اینڈ انٹروڈکشن آف اٹس انسٹی ٹیوشن
۹۳۔دی سوارڈ آف اسلام

ترجمہ کی ہوئی کتابیں

۹۴۔رمضان کا تحفہ (مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی)
۹۵۔منتخب احادیث (حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ)
۹۶۔دار ارقم کا احسان انسانی دنیا پر (حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ)
۹۷۔قادیانیت نبوت محمدی کے خلاف بغاوت (شیخ محمد بن عبداللہ السبیل)
۹۸۔یکساں سول کوڈ اور مہلاؤں کے ادھکار (محمد سید محمد رابع حسنی ندوی)
۹۹۔مالک ومخلوق (محمد مصطفیٰ قادری)
۱۰۰۔یتیموں کی کفالت (محمد عامر صدیقی ندوی)
۱۰۱۔مانوتا آج بھی اسی چوکھٹ کی محتاج ہے (سید محمد حسنیؒ)

ہندی کتابیں

۱۰۲۔قرآن کا پیغام (قرآن آسان ہندی ترجمہ۔20X30X8
۱۰۳۔قرآن کا پیغام (قرآن آسان ہندی ترجمہ۔20X30X16
۱۰۴۔قرآن کا پیغام (قرآن آسان ہندی ترجمہ۔20X30X32
۱۰۵۔تفسیر فاروقی (جلد اول)
۱۰۶۔تفسیر فاروقی (جلد دوم)
۱۰۷۔تفسیر فاروقی (جلد سوم)
۱۰۸۔تفسیر فاروقی (جلد چہارم)
۱۰۹۔تفسیر فاروقی (جلد پنجم)
۱۱۰۔تفسیر فاروقی (جلد ششم)
۱۱۱۔تفسیر فاروقی (جلد ہفتم)
۱۱۲۔قرآن کا پیغام (پارہ عمہ کی تفسیر)
۱۱۳۔اسلام دھرم کیا ہے؟
۱۱۴۔انتم سندیشٹا کب کہاں اور کون
۱۱۵۔جہاد آتنکواد اور اسلام
۱۱۶۔پوتر قرآن کا سندیش انسانی دنیا کے نام
۱۱۷۔تفسیر سورۃ الفاتحہ
۱۱۸۔اسلام کیا ہے؟
۱۱۹۔کفر وشرک کی حقیقت
۱۲۰۔توحید کی حقیقت
۱۲۱۔لا الہ الا اللہ کی گواہی
۱۲۲۔سرشٹی کا شرشٹا کون؟
۱۲۳۔پراکرتک ایش دوتوں کا دھرم اور پرلوک وشواش
۱۲۴۔اللہ کے ادھکار اور بندوں کے ادھکار
۱۲۵۔اسلامی شاشن اور شاشک اتہاسک درشٹی سے
۱۲۶۔اسلام کی بنیادی معلومات

۱۲۷۔حضرت محمد ﷺ کی پرماڑت جیونی
۱۲۸۔رسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک اور آپ ﷺ کی سنتیں
۱۲۹۔رسول اللہ ﷺ کی پاکیزہ زندگی
۱۳۰۔رسول اللہ ﷺ کی سیرت سوال وجواب کی روشنی میں
۱۳۱۔اللہ کے پیارے نبی ایک نظر میں
۱۳۲۔حضرت محمد ﷺ کی باتیں
۱۳۳۔اذان کیا ہے؟
۱۳۴۔آؤ نماز کی اور
۱۳۵۔روزہ کا حکم اور اس کے مسائل
۱۳۶۔زکوٰۃ کا حکم اور اس کے مسائل
۱۳۷۔عمرہ کا آسان طریقہ
۱۳۸۔حج اور عمرہ کا آسان طریقہ
۱۳۹۔اسلامی وراثت کی تقسیم ایک نظر میں
۱۴۰۔میراث کی تقسیم (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۴۱۔موبائل سے سمبندھت مسائل
۱۴۲۔بیوی شوہر کی ذمہ داریاں
۱۴۳۔اسلام دھرم تلوار سے پھیلا یا سداچار سے
۱۴۴۔صحابہ کا اسلام اور اس کے بعد
۱۴۵۔جنت کے حالات اور جنتی
۱۴۶۔آپ کے سوالوں کا آسان حل
۱۴۷۔جھاڑ پھونک جادو ٹونا اور تعویز گنڈے
۱۴۸۔ہندی پترکارتا اور میڈیا لیکھن
۱۴۹۔غیر مسلموں کے ساتھ ویوہار ایتہاسک درشٹی سے
۱۵۰۔غیر مسلموں سے سمبندھ اور دھارمک آزادی

زیر طبع کتابیں

۱۵۱۔دو سو معاشرتی مسائل
۱۵۲۔تفسیر فاروقی (جلد اول اردو)
۱۵۳۔تفسیر فاروقی (جلد دوم اردو)
۱۵۴۔تفسیر فاروقی (جلد سوم اردو)
۱۵۵۔تاریخ الاسلام
۱۵۶۔قصص الانبیاء
۱۵۷۔مجموعہ احادیث (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۵۸۔دعا کے آداب (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۵۹۔اسلام کے عدالتی فیصلے (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۶۰۔سیرت صحابہؓ
۱۶۱۔قربانی سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۶۲۔طہارت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۶۳۔علم سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۶۴۔ایمانیت، عقائد اور نذر سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۶۵۔عیدین وجمع سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۶۶۔مدارس سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۶۷۔ہبہ وجہیز سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۶۸۔سود سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۶۹۔سفر اور صدقۂ فطر سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۰۔طلاق وعدت اور نفقہ سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۱۔نماز وجماعت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۲۔نکاح سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۳۔زکوٰۃ سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۴۔حج سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۵۔امامت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۶۔قرأت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۷۔تجارت کی مختلف قسموں سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۸۔وصیت ومیراث سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۷۹۔اذان واقامت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۸۰۔تربیت، رضاعت وعقیقہ سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۸۱۔علامات قیامت (قرآن وحدیث کی روشنی میں)
۱۸۲۔سجدۂ تلاوت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۸۳۔وقف سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۸۴۔مسجد سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۸۵۔علم وعلماء سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۸۶۔تقلید واجتہاد کی شرعی حیثیت (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۸۷۔سجدہ سہو سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۸۸۔بدعت کی نحوست سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۸۔کرائے داری سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۰۔کاروبار میں شرکت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۱۔میراث سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۲۔سنت ونوافل سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۳۔اصلاح معاشرہ سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۴۔عورتوں کے مخصوص مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۵۔انسانی اعضا سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۶۔میت سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۷۔رمضان روزہ اور تراویح سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۸۔اعتکاف سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۱۹۹۔زمین سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)
۲۰۰۔رویئتہ ہلال سے متعلق مسائل (قرآن وسنت کی روشنی میں)